مسلسل اشاعت کے اڑتالیس سال

بیاد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

ماہنامہ الحق

573

رجب ۱۴۳۴ھ

مئی 2013

مدیر مسئول مولانا سمیع الحق

معاونین جامعہ دارالعلوم حقانیہ سے ایک ضروری

اپیل

محترم! دارالعلوم حقانیہ کی علمی، ملی و دینی ہمہ گیر خدمات سے بحمد للہ آپ بخوبی واقف ہیں اور موجودہ پُرفتن دور میں ایسے مرکز علوم رسالت کی اہمیت وضرورت بھی آپ پر مخفی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دعوت وتبلیغ، تعلیم وتدریس، اصلاح وارشاد اور جہاد کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کی ذمہ داری ملک و بیرون ملک فضلائے حقانیہ نے نہ سنبھالی ہو۔ صرف ایک جہاد افغانستان کو لیجئے تو دارالعلوم کے ہزاروں فضلاء اور طلباً نے اس صدی کے عظیم جہاد میں قائدانہ کردار ادا کیا جو تمام معاونین کے لئے تاقیامت صدقہ جاریہ بن رہا ہے۔

جامعہ حقانیہ اپنے تمام ترقی پذیر شعبوں میں خطیر مصارف (جو کہ تعمیراتی اخراجات کے علاوہ سالانہ واجبی مصارف دو کروڑ سے متجاوز ہیں) کا محتاج ہے جبکہ دارالعلوم حکومتوں کے تعاون سے بھی بالکل بے نیاز ہے اور نہ ہی اس کے باضابطہ مستقل سفراء ہیں، صرف اور صرف آپ جیسے حساس دردمند اہل خیر معاونین کے مالی تعاون سے یہ سارا کارخانہ علوم نبوت چل رہا ہے۔ جس میں ڈھائی ہزار تک طلباً علوم نبویہ سے ہر سال مستفید ہوتے ہیں۔ ایسے نازک وقت میں آپکی توجہات کی مزید شدت سے ہمیں ضرورت ہے کہ خود اور اپنے زیر اثر حلقہ احباب و اہل خیر میں بھی دارالعلوم کے مالی تعاون کیلئے سعی فرمائیں اور اللہ کے دین کے فروغ اور حق کی بالادستی کے لئے کوشاں اس ادارہ کی پہلے سے بڑھ چڑھ کر ہر ممکن تعاون اور سرپرستی سے ممنون فرمائیں۔ رقوم چیک ڈرافٹ، پے آرڈر یا آن لائن کی جاسکتی ہیں۔ **واجرکم علی اللہ**

ترسیل زر کا پتہ

(مولانا) سمیع الحق

مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ

یو بی ایل اکوڑہ خٹک	نیشنل بینک اکوڑہ خٹک	مسلم کمرشل بینک جہانگیرہ
برانچ کوڈ (0288)	برانچ کوڈ (1520)	11240201001102-6
اکاؤنٹ نمبر 100-0001-7	اکاؤنٹ نمبر 17-5	

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیمًا

اے بی سی آڈٹ

ماہنامہ

الحق

اکوڑہ خٹک

جلد نمبر 48
شمارہ نمبر 08
رجب ۱۴۳۴ھ
مئی ۲۰۱۳ء

26-6-13
K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

نگران: حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ

مدیر: حافظ راشد الحق سمیع حقانی

ناظم شفیق الدین فاروقی

اس شمارے کے مضامین

- نقش آغاز: مسلم لیگ (ن) کی مرکزی اور تحریک انصاف کی صوبائی حکومتوں کی تشکیل اور تحریک طالبان سے مذاکرات کیلئے خواہش .... راشد الحق سمیع حقانی ۲

تقریباً نو لاکھ ووٹ لے کر بھی متحدہ دینی محاذ کو خفیہ ہاتھ زیرو بنا رہے ہیں، لاعلمی یا بددیانتی؟

وفیات: حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب ؒ کی رحلت۔ مولانا مفتی حفیظ الرحمن حقانی ؒ کی جدائی

- عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات ...... مولانا حافظ عرفان الحق حقانی ۸
- رقت قلبی، خشیت الٰہی اور یاد آخرت .... شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق ۲۵
- علم اُصول حدیث میں علماء احناف کی تصنیفی خدمات .... مولانا نور محمد ثاقب ۳۱
- مرادِ پیغمبرؐ، فاروق اعظمؓ .... مولانا حبیب اللہ حقانی ۳۸
- امام بخاریؒ کے تعلیمی نظریات سے قدیم وجدید ماہرین تعلیم کا اتفاق ...... مولانا یاسر احمد زیرک ۴۱
- حقائق سے چشم پوشی کیوں؟ .... ڈاکٹر محمود الحسن عارف ۴۶
- دینی مدارس میں تعلیم وتربیت .... مولانا محمد تبریز عالم قاسمی ۵۲
- عالم اسلام لہولہو! .... جناب بریداحمد نعمانی ۵۶
- افکار وتاثرات بنام مدیر .... (ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری' جناب ایس ایم ظفر' محترمہ سعدیہ راشد بنت حکیم محمد سعید شہید' عارف اللہ .... ادارہ ۵۹
- دارالعلوم کے شب و روز .... جناب شفیق الدین فاروقی ۶۱
- تعارف وتبصرہ کتب .... ادارہ ۶۴

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔ فون نمبر (0923) 630435
فیکس نمبر Fax(0923)630922
ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com
ویب سائٹ: www.jamiahaqqania.edu.pk
فیس بک ایڈریس Facebook\Alhaq Akora Khattak
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/25 روپے سالانہ -/250' بیرون ملک 25$ امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا سمیع الحق مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک' منظور عام پریس پشاور
کمپوزنگ: بابر حنیف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نقش آغاز راشد الحق سمیع حقانی

مسلم لیگ (ن) کی مرکزی اور تحریک انصاف کی صوبائی حکومتوں کی تشکیل اور تحریک طالبان سے مذاکرات کیلئے خواہش

زخم زخم ارضِ پاکستان جو عرصہ دراز سے غم واندوہ کی کربناک شب عاشور کا منظر پیش کررہا ہے۔امریکی غلامی کی چکی میں پستے پستے پاکستانی عوام کی ایسی درگت بنی ہے جو بیان سے باہر ہے۔۲۰۰۸ء کے نام نہاد مغربی حکومتوں کی آشیرباد سے معرض وجود میں آنے والے میثاق جمہوریت کے نتیجے میں جو بدترین کرپٹ اور نااہل زرداری حکومت قائم ہوئی تھی' اس نے ملک وقوم کا ایسا ستیاناس کردیا ہے کہ اب دوبارہ ملک وقوم کو سابقہ ڈگر پر لانے کیلئے صدیوں کی شبانہ روز محنت کی ضرورت پڑے گی۔ بہرحال اس بار بھی عالمی قوتوں اور پاکستان میں مقتدر حلقوں نے اپنی منشاء اور اپنی ضروریات کے مطابق مخصوص جماعتوں کو پاکستان کی تاریخ کے بدترین دھاندلی والے الیکشن میں جتوا کر اقتدار کے ایوانوں میں پہنچا دیا ہے اور امریکہ اور اسکے حواریوں کی عملاً مخالفت کرنے والی اصل قوتوں کو اس طریقے سے حرفِ غلط کی طرح الیکشن میں دھاندلی سے مٹانے کی کوششوں میں کامیاب ہوگئے ہیں۔ یہ سزا انہیں آزادی کا نعرہ لگانے اور امریکی ایجنڈے کی بھرپور اور مسلسل مخالفت کے نتیجے میں دی گئی ہے۔جو جماعتیں ''دفاع پاکستان کونسل'' اور ''متحدہ دینی محاذ'' کے پلیٹ فارم جمع تھیں' انہیں تو چن چن کر ہر جگہ اور ہر ہر سیٹ پر ہرایا گیا۔اس لئے کہ اِن جماعتوں نے تکبیر مسلسل کی مانند پاکستان کے ''کعبہ'' میں چھپے بت نما حکمرانوں کو غلامی کی نیند سے جگانے کیلئے اذانیں دیں (اور حکومت کے اُن اتحادیوں کو بھی جھنجھوڑا جو یہود ونصاریٰ کے اصل ایجنٹوں' امریکی گماشتوں مشرف و زرداری کی حکومتوں کی گود میں وزارتوں کے لالی پوپ کی لذتوں کے باعث قبائل و پختون علاقوں کے خلاف فوجی آپریشنز' مسلسل ڈرون حملوں اور ہرطرح کے حکومتی جبروتسلط پر نہ صرف خاموش بلکہ گونگے بہرے بنے بیٹھے رہے۔) اسی باعث دفاع پاکستان ومتحدہ دینی محاذ کے اس قبیلہ جنوں' کاروانِ حریت اور خاوندانِ مادرائے سود وزیاں کے متعلق اکبر الٰہ آبادی مرحوم نے کیا کھرا سچ لکھا تھا۔

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جاجا کے تھانے میں کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

اِس الیکشن کے ڈرامے کے بعد امریکی سفیر اور مغربی قوتوں نے کھل کر اپنی مسرت کا اظہار کیا اور کہا کہ ''امریکہ مخالف قوتوں کو پاکستانی عوام نے مکمل طور پر انتخابات میں شکست دے دی ہے جو ہمارے لئے اطمینان کی بات ہے۔'' البتہ انہوں نے ایک مذہبی سے زیادہ سیاسی جماعت کے سربراہ کو الیکشن میں کامیابی پر ڈنکے کی چوٹ

پر دوران ملاقات مبارکباد دی اور آخر کیوں نہ دیتے کہ ان دونوں میں کئی امور پر باہمی رضا مندی وانڈرسٹینڈنگ پائی جاتی ہے۔ جیسے دفاع پاکستان کونسل ومتحدہ دینی محاذ کی پرزور مخالفت وغیرہ وغیرہ۔

بہرحال اس شب گزیدہ سحر میں نئی حکومتوں کے اعلانات اور پھر عملی تشکیل سے موہوم توقع رکھی جارہی ہے کہ شاید نئے حکمران ماضی سے سبق حاصل کر کے اس بار عوام کیلئے عملاً کوئی کام کریں۔ پھر امن وامان کی ابتر صورتحال' توانائی بحران اور غیروں کی جنگ سے نکلنے جیسے اہم مسائل پر قابو پانے کا ایک نادر موقع بھی آپہنچا ہے۔ نومنتخب مسلم لیگ (ن) اور پاکستان تحریک انصاف کے قائدین نے امن کی بحالی کیلئے طالبان سے کھل کر مذاکرات کا نعرۂ مستانہ بلند کیا ہے اور دونوں پارٹیوں کے لیڈروں نے قیام امن کے لئے دارالعلوم حقانیہ اور اسکے مہتمم مولانا سمیع الحق کے کردار کو سراہتے ہوئے تمام گروہوں سے مذاکرات کی درخواست کی ہے اور اس سلسلے میں وزیراعظم پاکستان جناب میاں نواز شریف صاحب نے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کو سینئر رہنما جناب سلیم سیف اللہ صاحب کے ذریعے رابطہ کیا' اسی طرح تحریک انصاف کے چیئرمین جناب عمران خان صاحب کے خصوصی حکم پر وزیراعلیٰ جناب پرویز خٹک صاحب' جناب اسد قیصر صاحب اسپیکر صوبائی اسمبلی اپنی پارٹی کے ایم این ایز اور ایم پی ایز کے ہمراہ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے۔ اور انہوں نے بھی اس خواہش کا اظہار کیا کہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب تحریک طالبان کے ساتھ مذاکرات کے سلسلے میں صوبائی حکومت کی سرپرستی اور اہم کردار ادا کریں۔ ہم دارالعلوم حقانیہ اسی باعث حاضر ہوئے ہیں کہ ہماری حکومت کا آغاز دارالعلوم حقانیہ جیسے مقدس مقام کے دورہ سے شروع ہو اور خصوصاً آپ جیسے منجھے ہوئے اور بڑی سیاسی ومذہبی شخصیت کی دعاؤں اور مشوروں کے ساتھ ہو۔ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے اس موقع پر صوبائی حکومت کے وزیراعلیٰ اور ان کے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ بحیثیت ایک مسلمان و پاکستانی کے میں یہ اپنے لئے ایک فریضہ سمجھتا ہوں کہ اغیار کی لگائی ہوئی آگ کو جتنی جلد بجھاسکوں اور دس سالوں سے جاری جنگ کو رُکواسکوں تو یہ میرے لئے بھی نجات اور افتخار کی بات ہوگی لیکن عملاً آپ کو پہل کرنی ہوگی کیونکہ اب دونوں حکومتوں کو امریکی غلامی سے عملاً نکلنا ہوگا اور مزید پرائی جنگ کیلئے پاکستانیوں کو ایندھن نہ بنایا جائے گا۔ پھر خصوصاً ڈرون حملوں کے خلاف دونوں حکومتوں کو متفقہ پالیسی اپنانی ہوگی اور ایسے اقدامات کرنے ہوں گے جس سے تحریک طالبان پاکستان مطمئن ہوکر پاکستان کے ساتھ مذاکرات پر آمادہ ہوجائے اور اگر آپ لوگ بھی امریکی دباؤ برداشت نہ کرسکے اور پرانی حکومتوں کی روش پر رواں رہے کہ برائے نام مذاکرات اور جنگ دونوں جاری رہے تو یہ ناممکن ہے۔ اب حکومتِ پاکستان اور تمام سیاسی جماعتوں کو ٹھنڈے دماغ سے سوچنا چاہیے کہ ہم اس دس بارہ سالہ جنگ کے نتیجے میں پاکستان اور اس کے عوام کو کہاں تک پہنچا آئے ہیں۔ خدا تعالیٰ پاکستان اور نئے حکمرانوں کو امریکی اتحاد اور غلامی کی سیاہ رات سے نکلنے کی توفیق عطا

فرمائے اور اہل پاکستان کی توقعات پر نئے حکمرانوں کو پورا اترنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اک برہمن نے کہا ہے کہ یہ سال اچھا ہے؟ دیکھیے پاتے ہیں عشاق بتوں سے کیا فیض ۔

تقریباً نو لاکھ ووٹ لے کر بھی متحدہ دینی محاذ کو خفیہ ہاتھ زیرو بنا رہے ہیں، لاعلمی یا بددیانتی؟

''جمعیت علماء اسلام اور متحدہ دینی محاذ'' کے بارے میں مسلسل یہ کہا جا رہا ہے کہ قوم نے اسے مسترد کر دیا ہے۔ اور کچھ حلقے کذب بیانی سے کام لے کر غلط اعداد و شمار پیش کرتے ہوئے قوم کو بتا رہے ہیں کہ جمعیت کو ایک لاکھ سے بھی کم ووٹ ملے ہیں۔ جبکہ الیکشن کمیشن کی رپورٹوں کے مطابق یہ تعداد تقریباً نو لاکھ ہے، نہ جانے یہ لاعلمی ہے یا بددیانتی؟ یا خبث باطن کا اظہار ہے؟ یا تعصب کا اُبھار؟

۱۱ مئی کے پارلیمانی انتخابات سے ''منصفانہ غیر جانبدارانہ اور شفاف'' انتخابات کی جو تاریخ رقم ہوئی ہے، دیانت اور انصاف اس سے شرمندہ ہیں اور منہ چھپا رہے ہیں۔ ملک میں سیکولر اور امریکہ نواز قوتوں کی کامیابی اور دینی جماعتوں کی شکست کے پیچھے کون سے ہاتھ کارفرما تھے، نہ جانے کبھی قوم ان سے واقف ہو سکے گی یا یہ سب کچھ ہمیشہ کے لیے صیغۂ راز میں ہی رہے گا، تاہم حقائق سے جس حد تک ممکن ہو قوم کو آگاہ کرنا بھی ہماری ذمہ داری ہے۔

''جمعیت علماء اسلام'' کی حکمت عملی اور حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کی فراست کے نتیجے میں انتخابات 2013 کے لیے واحد انتخابی اتحاد ''متحدہ دینی محاذ'' تھا۔ اس کے لیے جمعیت نے بہت پہلے سے کوشش شروع کی اور تمام مذہبی سیاسی جماعتوں کو ایک انتخابی اتحاد کی صورت میں انتخابات میں اترنے کے لیے تیار کرنا چاہا لیکن بدقسمتی سے وہ جماعتیں جو بزعم خویش اپنے آپ کو بڑی جماعتیں گردانتی تھیں، اور ہر فورم' ہر پریس کانفرنس اور جلسوں میں انہوں نے بڑے بڑے بول بولے کہ صوبہ خیبر پختونخوا' صوبہ بلوچستان اور مرکز میں بھی ہماری حکومتیں بننے والی ہیں۔ اور ہماری قوت کے بغیر اس بار بھی اقتدار تنِ تنہا کوئی دوسرا نہیں کر سکے گا۔ یہ الگ بات کہ بعد میں ہر جگہ اور ہر موقع پر اقتدار کے عادی طبقے کو جب کوئی اقتدار کی ٹھنڈی چھاؤں نصیب نہ ہوئی تو انہوں نے پھر ''جذبہ خیر سگالی'' کی نئی طرح ڈالی اور ''ترجیحات'' کی لمبی لسٹ صوبہ خیبر پختونخوا کی گورنرشپ وفاقی حکومت میں تین وزارتوں خصوصاً وزارت مذہبی امور اور کشمیر کمیٹی و دیگر کمیٹیوں کی چیئرمینی اور خصوصاً اسلامی نظریاتی کونسل کی چیئرمینی و دیگر حکومتی اہم عہدے و مراعات پر مشتمل تھیں۔ لیکن آخر کار صرف کشمیر کمیٹی کی چیئرمینی پر ہی فی الحال قناعت کی جا رہی ہے۔ امید ہے کہ بے نظیر بھٹو کی حکومت' جنرل مشرف کی حکومت اور صدر زرداری کی حکومتوں میں

شمولیت کے بعد مسلم لیگ (ن) کی حکومت سے بھی اسلامی نظام کے عملی اقدامات کا مطالبہ کیا جائے گا۔اور خصوصاً میاں صاحب کے دوسرے دورِ اقتدار میں سودی نظام کو جو تحفظ فراہم کیا گیا تھا یہ جماعت اس بار ضرور میاں صاحب کو توبہ تائب کرائے گی اور اس طرح ڈرون حملوں اور نیٹو سپلائی کی بندش بھی وفاقی حکومت سے کرائے گی۔اگر یہ سب کچھ مشکل ہے تو کم سے کم جمعہ کی چھٹی تو ضرور مسلم لیگ (ن) کے تازہ اتحادی ان شاء اللہ مہینے ڈیڑھ مہینے میں کرا کے دَم لیں گے۔

''متحدہ دینی محاذ'' کی تشکیل کے بعد سے انتخابی نتائج تک خفیہ مقتدر قوتوں نے امریکہ کے فرنٹ لائن اتحادی ہونے کے ناطے جو کچھ دینی محاذ کے ساتھ کیا وہ سفاکی اور درندگی کی بدترین مثال ہے اور المناک ہے۔لیکن ہم اس پر زیادہ حیران نہیں ہیں اس لیے کہ دفاعِ پاکستان کونسل کے پلیٹ فارم سے ہم نے امریکہ مردہ باد کی جس تحریک کو منظم کیا تھا اس کے ردعمل کے طور پر امریکہ اور اس کے حواریوں کی طرف سے ہمیں اس ردعمل کا انتظار تھا۔اس تحریک کے دوران امریکہ کی تلملاہٹ اور انتخابی مہم کے دوران امریکی سفیر اور دیگر عہدیداروں کی پاکستان کے مقتدر اداروں کے سربراہوں سے ملاقاتیں کرنا اور ''متحدہ دینی محاذ'' اور اس کے سربراہوں کے متعلق اپنے تحفظات کا اظہار کرنا اس بات کی واضح دلیل ہیں کہ ''متحدہ دینی محاذ'' کے خلاف ایک منصوبہ تیار کیا گیا اور اس پر عمل کے لیے تمام اداروں کو پابند کیا گیا، چنانچہ نتائج جو سامنے آئے وہ اسی پس منظر کا شاخسانہ ہیں۔تاہم یہاں الیکشن کمیشن کے جاری کردہ مرتب نتائج کی رپورٹ آخر میں پیش کی جاتی ہے جس سے حقیقت واضح ہو جائے گی۔

''متحدہ دینی محاذ'' کی خبروں کو پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر روک دیا گیا، محاذ کو توڑنے کی سرتوڑ کوشش کی گئی۔ جمعیت نظریاتی اور مشہدی گروپ کا طرزِ عمل اس کی شہادت ہے۔ امیدواروں کو خفیہ فون کالز کے ذریعہ ہراساں کیا گیا اور انہیں بتایا گیا کہ تم جتنی دولت خرچ کرلو اور جتنے ووٹ لے لو، تمہاری شکست کا فیصلہ ہو چکا ہے اور یہ فیصلہ اٹل ہے۔بیس ہزار سے لے کر بہتر ہزار تک ووٹ لینے والے ہمارے امیدواروں کے نتائج تبدیل کر کے ان کی کامیابی کو شکست میں تبدیل کیا گیا۔اکوڑہ، کرک، جھنگ، کراچی وغیرہ بیسوں مثالیں اس سلسلے میں موجود ہیں۔ کرک میں شاہ عبدالعزیز صاحب کے حلقے میں جعلی اور بوگس ووٹ بوریوں کی تعداد میں بھگتائے گئے جو شاہ عبدالعزیز نے جیو چینل پر حامد میر کے پروگرام کیپٹل ٹاک میں دنیا کو دکھا کر انصاف و دیانت کا منہ چڑایا گیا اور اکوڑہ خٹک میں جمعیۃ علماء اسلام (ف) نے دارالعلوم حقانیہ مادرِ علمی کے قلعے کو ''فتح'' کرنے کیلئے دارالعلوم کے فاضل قاری عمر علی صاحب کو بھرپور انداز میں نہ صرف کھڑا کیا بلکہ بیس دن تک زور وشور سے مولانا سمیع الحق صاحب' مولانا حامد الحق حقانی کی مخالفت میں جمعیت (ف) کے کارکن اور اہم عہدیدار پیش پیش رہے۔ پھر بعد میں دینی حلقوں کے ہر دلعزیز شخصیت پیرِ طریقت حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی مدظلہ' حضرت مولانا عبدالحفیظ

مکی صاحب مدظلہ اور دارالعلوم حقانیہ کے شیوخ کی ذاتی پے در پے کوششوں اور جرگوں کی بدولت مولانا قاری عمر علی صاحب NA-6 سے دستبردار ہوگئے۔ جس کے ردِ عمل میں جمیعت (ف) کے سرکردہ حضرات نے اخبارات میں قاری عمر علی صاحب کے خلاف شوکاز نوٹس جاری کئے اور جمیعت علماء اسلام (ف) کے تمام مرکزی قائدین اس بات پر مشتعل ہوگئے کہ قاری عمر علی صاحب کیوں NA-6 سے بغیر اجازت کے دستبردار ہوگئے اور دارالعلوم حقانیہ کے نمائندہ کیلئے میدان کیوں کھلا چھوڑا؟ لہٰذا اس کے ازالے کیلئے جمیۃ علماء اسلام (ف) کی چوٹی کی قیادت نے فوراً مولانا حامد الحق کی مخالفت اور مقابلے میں مسلم لیگ (ن) کے امیدوار کی تائید میں دن رات ایک کردیئے۔ بہرحال یہ خواہش تھی کہ کسی طرح بھی پارلیمنٹ میں دارالعلوم حقانیہ کی براہ راست نمائندگی نہ پہنچ سکے اور عین یہی پالیسی ملکی اور بین الاقوامی مقتدر قوتوں کی بھی تھی۔ اِسی لئے NA-6 پر ایک نووارد اور غیر معروف شخص کو اتنے ووٹوں کی خیرات دی گئی کہ وہ خود بھی اپنی کامیابی پر حیران و پریشان ہے۔ اور اب اس پروپیگنڈہ کے ساتھ کہ متحدہ دینی محاذ کو ایک لاکھ سے بھی کم ووٹ ملے ہیں، امریکہ اپنی انتقامی ذہنیت کا ثبوت دے رہا ہے اور یہاں کے امریکی ایجنٹ مختلف انداز سے ہر محاذ پر کمر کس کر امریکہ کا حق نمک خوری ادا کررہے ہیں۔ ایسے میں ''جمیعت علماء اسلام'' اپنی شکست کو تسلیم کرنے اور کسی احساسِ ناکامی میں مبتلا ہونے کی بجائے سامراج اور سامراجی ایجنٹوں کے خلاف نئے عزم سے میدان میں اتر رہی ہے اور سامراج دشمن قوتوں کی نئی صف بندی کررہی ہے۔ ہم اپنے اللہ پر بھروسہ اور اپنے کارکنوں کے اخلاص پر اعتماد کرتے ہوئے اعلان کرتے ہیں کہ عالمی استعمار کو شکست دینے، پاکستان کو امریکی غلامی سے نجات دلانے اور اسلامی شریعت کے نفاذ تک ہماری جدوجہد جاری رہے گی۔ ہم ہر طرح کی قربانی دیں گے لیکن استعمار کے ساتھ سمجھوتہ نہیں کریں گے اور ہم مذہبی قوتوں کو اس سلسلہ میں دعوت دیتے ہیں کہ وہ ہمارا ساتھ دیں۔ (از: حضرت مولانا عبدالروف فاروقی' سیکرٹری جنرل جمیۃ علماء اسلام)

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحبؒ کی رحلت

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے جن اہل علم وفضل نے اس خطے کو ایمان ویقین کے نور سے جگمگایا تھا اب وہ رفتہ رفتہ اس دارِ فانی سے اس دارِ باقی کی طرف کوچ کررہے ہیں۔ جہاں تک علم کے حروف ونقوش کتابی معلومات وتحقیقات کا تعلق ہے ان کے شناوروں کی زیادہ کمی نہیں۔ لیکن اسلام کا وہ ٹھیٹھ مزاج و مذاق' تقویٰ وطہارت' سادگی وقناعت اور تواضع وللّٰہیت کا وہ البیلا انداز جو کتابوں میں نہیں صرف اولیاء کے صحبت ومجلس سے حاصل ہوتا ہے' اب مسلسل سمٹ رہا ہے۔ اُن میں ایک بڑا نام شیخ المشائخ ' پیرطریقت' عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب کا تھا۔ جو گزشتہ دنوں انتقال فرماگئے۔ مولانا مرحوم ہندوستان کے صوبہ اتر پردیش میں پیدا ہوئے' مقامی سطح

پر دینی وعصری علوم سے فراغت کے بعد ولی کامل حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ کی صحبت میں سترہ سال تک رہے۔آپ تصوف کے چاروں سلسلوں' چشتیہ' قادریہ' نقشبندیہ' سہروردیہ سے منسلک تھے۔کئی اہم کبار علماء ومشائخ سے کسب فیض کیا۔جن میں مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی' مولانا سید بدرعلی شاہ' مولانا شاہ محمد احمد پرتاب گڑھی اور حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحبؒ کے نام نامی قابل ذکر ہیں۔کراچی میں ایک عظیم الشان مدرسہ و خانقاہ اشرف المدارس کے نام سے قائم کیا۔جن سے ہزاروں طلباء اور متوسلین استفادہ کررہے ہیں۔اس کے علاوہ غریب و نادار عوام کی مدد خصوصاً قدرتی و آسمانی آفات سے تباہ شدہ عوام کی خدمت کیلئے ایک عظیم رفاہی ادارہ ''الاختر ٹرسٹ'' کے نام سے قائم کیا۔آپؒ نہ صرف روحانی بزرگ وصوفی تھے بلکہ بہترین مصنف اوراردو زبان کے قادر الکلام شاعر تھے۔تصوف ومعرفت آپ کا پسندیدہ موضوع رہا۔آپؒ نے مثنوی مولانا روم کی معارف مثنوی کے نام سے معرکۃ الآراء شرح لکھی۔جو پوری دنیا میں شائع ہوئی اور کئی زبانوں میں اُس کے تراجم ہوئے۔ آپ کے اردو کلام کا مجموعہ ''فیضان محبت'' کے نام سے مشہور ومعروف ہے۔ایک محتاط اندازے کے مطابق آپ کی تصنیفات وتالیفات اور شائع شدہ ملفوظات کی تعداد دوسو(۲۰۰) سے زائد ہے۔آپ کے خلفاء ومریدین کا سلسلہ بھارت' بنگلہ دیش' امریکہ' کینیڈا' جنوبی افریقہ' برما سمیت دنیا کے کئی ممالک میں پھیلا ہوا ہے۔ادارہ جامعہ اشرف المدارس' خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے منتظمین ومتعلقین کے ساتھ اس غم میں برابر کا شریک ہے۔اللہ تعالیٰ پسماندگان صبر جمیل عطا فرمائے اور حضرت نے گلشن علم وعرفان قائم کیا ہے اس کو مزید ترقی نصیب فرمائے۔

مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن حقانیؒ کی جدائی

پچھلے ماہ دارالعلوم حقانیہ کے لائق و فائق فاضل ماہنامہ ''السعید'' کے مدیر اور دارالعلوم سعیدیہ اوگی کے نائب مہتمم مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن صاحب انتقال فرماگئے۔موصوف نامور عالم دین' حضرت مولانا سعید الرحمٰن خطیب صاحب کے برادر اصغر تھے۔اللہ تعالیٰ نے علم وفضل تقویٰ وتواضع سے نوازا تھا۔ابتداء سے انتہا تک اکثر کتابیں دارالعلوم حقانیہ میں پڑھیں اور پھر یہاں سے فراغت حاصل کی۔موصوف مادری زبان پشتو ہونے کے باوجود اردو زبان پر مکمل دسترس رکھتے تھے۔یہی وجہ ہے کہ علمی' تحقیقی اور ادبی ذوق وشوق کی بناء پر ماہنامہ ''السعید'' اور دارالتصنیف کا قیام عمل میں لائے اور تھوڑے ہی عرصہ میں درجنوں کتابیں شائع کیں۔موصوف دو درجن سے زائد کتب کے مصنف ومولف تھے۔مادر علمی دارالعلوم حقانیہ اوراس کے اساتذہ سے والہانہ محبت رکھتے تھے اور تادم زیست محبت والفت کا رشتہ قائم رکھا۔ان کے انتقال سے ایک علمی سلسلہ بند ہوگیا۔اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔آمین۔ادارہ شیخ القرآن مولانا سعید الرحمٰن الخطیب' مدیر ''السعید'' مولانا شمشاد علی سعید اور جامعہ عثمانیہ پشاور کے مہتمم اور ماہنامہ ''العصر'' کے مدیر حضرت مفتی غلام الرحمٰن صاحبان کیساتھ اس سانحہ میں برابر کا شریک ہے۔(وفیات: از محمد اسرار مدنی)

مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی*

عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات

ماخوذ از خودنوشت ڈائری ۱۹۵۸ء

قسط (۲۰)

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب و روز اور اسفار کے علاوہ اعزہ و اقارب، اہل محلہ و گردوپیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔ آپکی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔ جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔ احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی گئی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ، تحقیقی عبارت، علمی لطیفہ، مطلب خیز شعر، ادبی نکتہ اور تاریخی تجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔ اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزار ہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیران ذوق مطالعہ استفادہ کرسکیں۔ تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔ اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں.................. (مرتب)

چند منتخب پسندیدہ اشعار:

خداوند یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں
کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری

ملے گا منزل مقصود کا اسی کو سراغ
اندھیری آنکھ میں چیتے کی آنکھ جس کا چراغ

اسکی تقدیر میں محکومی و مظلومی ہے
قوم جو کر نہ سکی اپنی خودی سے انصاف

ایک بھی پتی اگر کم ہو تو وہ گل ہی نہیں
جو خزاں نادیدہ ہو بلبل وہ بلبل ہی نہیں

تیغوں کے سایہ میں ہم پل کر جواں ہوئے ہیں
خنجر ہلال کا ہے قومی نشان ہمارا

اے مسلماں اپنے دل سے پوچھ مُلّا سے نہ پوچھ
ہوگیا ان کے بندوں سے کیوں خالی حرم

دنیا کے محفلوں سے اکتا گیا ہوں یا رب
کیا لطف انجمن کا جب دل ہی بجھ گیا ہو

آزاد کی رگ سخت ہے مانند رگ سنگ
محکوم کی رگ نرم ہے مانند رگ تاک
موت ہے ہنگامہ آراقلزم خاموش میں
ڈوب جاتے ہیں سفینے موج کی آغوش میں
سنی نہ مصروفلسطین میں وہ اذان میں نے
دیا تھا جس نے پہاڑوں کو رعشہ سیماب
اگر کھو گیا ایک نشیمن تو کیا غم
مقامات آہ و فغاں اور بھی ہیں
کہ بلبل و طاؤس کی تقلید سے توبہ
بلبل فقط آواز ہے طاؤس فقط رنگ
خودی میں گم ہو خدائی یاد کر غافل
یہی ہے تیرے لئے اب صلاح کار کی راہ
وہی جواں ہے قبیلے کی آنکھ کا تارا
شباب جسکا ہے بے داغ ضرب ہے کاری
تیرے امام بے حضور تیری نماز بے سرور
ایسی نماز سے گزر ایسے امام سے گزر
اپنے من میں ڈوب کر پاجا سراغ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن
ہزار خوف ہو لیکن زبان ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق
پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں
کرگس کا جہاں اور ہے شاہین کا جہاں اور

''جمعیۃ کے دوروزہ مردان کانفرنس میں اہم شخصیات سے ملاقاتیں اور استفادہ''

۲۱ جون: جمعیۃ العلماء اسلام مردان کے دو روزہ کانفرنس میں بمقام کمپنی باغ شرکت کی اجلاس دو دن جاری رہا اس موقع پر جن اہم شخصیات سے ملاقاتیں ہوئی یا شرف ہم کلامی اور خطبات وغیرہ سننے کا موقع ملا یا استفادہ حاصل ہوا' ان میں مولانا نصیر الدین غورغشتوی مدظلہ، مولانا شمس الحق افغانی، علامہ خالد محمود، مفتی محمد شفیع سرگودھوی، مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا عبدالطیف جہلمی، مولانا مفتی محمود ملتان' شیخ حسام الدین لاہور، مولانا عبدالحنان ہزاروی وغیرہ شامل ہیں۔

☆ نئے مکان کے اراضی اور دارالعلوم کے نقشہ کی تیاری کیلئے مستری نے معائنہ کیا سروے کرنے کے بعد اب وہ نقشہ تیار کر کے پیش کریں گے۔

☆ عیدالاضحیٰ کیلئے دارالعلوم حقانیہ کے تعطیلات شروع ہوئے

دستور پاکستان پر بحث وتمحیص کرنے والی کمیٹی کے اجلاس میں شرکت:

اتوار ۲۲ جون: احقر کو جمعیۃ العلماء اسلام کے دستور پاکستان پر تبصرہ کرنے والی کمیٹی کے اجلاسوں میں پیر مبارک شاہ کے مکان پر شرکت کرنے کا موقع ملا یہ بحث و مذاکرہ' معلومات' تحقیق اور تنقید کے لحاظ سے بہت مفید

رہا کمیٹی مولانا شمس الحق افغانی، مولانا مفتی محمود اور شیخ حسام الدین پر مشتمل ہے۔ مولانا افغانی کے علمی نکات، مفتی صاحب کے وسیع معلومات اور نکتہ سنجیاں شیخ حسام الدین کے عصری و کیلانہ مباحث نے مجلس کو علم و تحقیق اور معلومات آفرین محفل بنا دیا رات بھی ان ہی حضرات کے ساتھ رہا پیر کو ۹ بجے تک وہیں رہا مولوی شیر علی شاہ بھی ساتھ تھے رات کو علامہ خالد محمود کی تقریر بھی سنی۔

مولانا سعد الدین اور مولانا مسرت شاہ کاکاخیل کے ہاں قیام:

۱۰ جون: دوپہر کو مولانا سعد الدین صاحب کے مکان پر قیام رہا رات کو مولانا میاں مسرت شاہ صاحب کے گاؤں حکمت آباد گئے ۹ بجے عشاء کو پہنچے معطر اور نیم کے جھونکوں سے لبریز فضا میں رات گزاری صبح ۹ بجے واپسی ہوئی۔

۲۴ جون: افسوس کہ برادرم مولانا قاضی فضل دیان اور مولانا عبدالباری کے شدید اصرار کے باوجود انکے ہاں عمرزئی کے سالانہ پروگرام میں شرکت نہ کرسکا رات کو مردان سے واپسی بذریعہ بس مولانا شیر علی شاہ کی معیت میں ہوئی۔

دیوبند عدم رسائی پر تاسف اور خیالی جذبات:

۲۸ جون: ؏ وکم حسرات فی صدور المقابر

ہر چہ از دوست می رسد نیکو است۔ فو اسفاعلی حرمانی وبعدی وعدم نجاحی فی المرام کل ما یشاء ربی فھو المرضیٰ علیہ عید الغربۃ بمر کزالا سلام دارالعلوم دیوبند عید فی جوار شیخ الاسلام مولانا مدنیؒ ھنیاً لنا بھذا العید فی مرکزالا سلام۔ اللھم ارزقنا الایمان ونشر الا سلام بحرمتسید الا نام ﷺ .... (تفاولاً کتبت یوم الاضحیٰ)

باچا خان کے اجلاس میں شرکت:

۳ جون: نوشہرہ میں بادشاہ خان کے اجلاس میں شرکت کی۔ جس میں انہوں نے عجیب قسم کے خیالات کا اظہار کیا۔ رات کو اشفاق کے ہمراہ افضل مسافر خانہ میں قیام ہوا۔

اراضی جہانگیرہ کا پٹوار نمبر:

۳ جولائی: اراضی جہانگیرہ موروثی بنام والدہ ماجدہ کی نہری پانی میں وار بندی لینے کیلئے خسرہ نمبر وغیرہ لینے جہانگیرہ گیا۔ خسرہ نمبر 239 موگہ 8800 وٹر کنڈ برانچ جہانگیرہ ہے۔

گرمی کی شدت جہنم کا نمونہ:

۴ جولائی: آج گرمی کی سخت شدت رہی۔ فان شدۃ الحر من فیح جھنم کا حقیقی مصداق رہا۔ اللھم انزل علینا غیثا مغیثا غیر ضار وھوالذی ینزل الغیث من بعد ماقنطوا وینشر رحمتہ وھو الولی الحمید

شیخ الحدیث کے خالہ زاد کی شادی:

اتوار 6 جولائی: برادرم عبدالرحمٰن ولد مولوی سید الرحمٰن لونڈ خوڑ کی شادی میں شرکت کے لئے والد ماجد' والدہ صاحبہ ودیگر اعزہ واقارب گئے۔

مولانا منظور نعمانی کا مودودیت شکن مضمون:

☆ مجلات ''الفرقان'' بابت ذی الحجہ و ''تجلی'' بابت شوال مطالعہ کئے مولانا منظور نعمانی کا مضمون ردّ مودودیت۔ رسائل میں خوب زیر بحث ہے۔

چراغ راہ کا اسلامی قانون نمبر:

☆ چراغ راہ کا اسلامی قانون نمبر مفتی یوسف صاحب سے ملا یہ اسلامی قانون کے جملہ مباحث اور ماخذ کا عمدہ دائرۃ المعارف ہے یقیناً ایک ٹھوس علمی تحقیقی معلومات آفرین چیز ہے۔

☆ کاروان خیال مکتوبات آزاد وشیروانی کا مطالعہ بہزار سوز وتڑپ تکمیل پذیر ہوا۔

☆ عبدالقادر عودہ صاحب کا مضمون بعنوان اسلامی قانون کے فلسفیانہ بنیادیں رات کو سونے سے قبل مطالعہ کیا۔

مکتوبات کا ارسال:

☆ محمد امین جہانگیرہ کا خط موصول ہوا جوابی خط اے ایم سی سنٹر ایبٹ آباد پلاٹون نمبر 3 نرسنگ کمپنی رجمنٹل نمبر 6791992 کے پتہ پر بھیج دیا۔

☆ منشی محمد علی خانپور کو بھی خط بھیجا۔

☆ مدیر الفرقان لکھنؤ کو 6 روپے بابت چندہ خریداری قاری محمد سعید صاحب اور مکتوب ارسال کیا۔

۷ جولائی: بسنت کے حوالہ سے ایک مضمون عاریۃً کوہستانی طالبعلم نے مطالعہ کیلئے دیا

عراق میں فوجی انقلاب:

۱۴ جولائی: عراق میں خون ریز فوجی انقلاب شاہ فیصل' نوری السعید' امیر عبداللہ' ڈاکٹر فاضل جمالی وغیرہ قتل کئے گئے۔ عرب قومیت اور ناصر کا لگایا ہوا آتش فشاں پھٹ رہا ہے استعماریت اور سامراج کے کتے' بادشاہت کے خونخوار دیو ابدی نیند سلائے جارہے ہیں شریف حسین غدار کا یہ خاندان زوال کی اتاہ گہرائیوں میں ڈوب رہا ہے جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا فوجی انقلاب بظاہر کامیاب نظر آرہا ہے۔

لبنان واردن میں امریکی وبرطانوی افواج کا داخلہ:

انقرہ میں معاہدہ بغداد کانفرنس رسمی طور پر ہوئی۔ مرزا بایار:۔ رضا شاہ وغیرہ نے شرکت کی' شاہ فیصل شریک نہ ہو

سکے۔اس کانفرنس میں لبنان واردن میں امریکی افواج کے نزول (داخلہ) کی حمایت کی گئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سامراج برطانوی وامریکی نے لبنان واردن میں انسانی شکل میں درندے اور بھیڑیے امن کے لبادے میں اتار دیئے فلعنة الله عليهم اجمعين وخذ لهم الله تعالىٰ

درس طحاوی شریف صاحب آغاز:

۱۶ جولائی: مفتی محمد یوسف صاحب کے زیر درس طحاوی شریف کا آغاز ہوا

سال نو ہجری قمری کا آغاز:

۱۹ جولائی: اے اللہ تعالیٰ اس سال نو ہجری کو ہمارے لئے دینی و دنیوی سرور واطمینان کا موجب بنا دے اور ہمیں اس میں علمی اور دینی ترقی نصیب فرما۔امین۔

☆ متحدہ عرب جمہوریہ اور عراق کے انقلابی حکومت کے درمیان فوجی ودفاعی معاہدہ طے ہوا۔صدر ناصر نے کہا ہے کہ میں عراق کیلئے لڑوں گا۔

☆ روس نے تمام فوجوں کی جنگی مشقیں تیز کر دیں۔جنگ چھڑنے کا امکان ہے

علامہ سفارینی کے چند اشعار:

حسن الحسن بالتقوى والا فيذ هب — فنور التقىٰ يكسو اجمالا ويكسب

وما ينفع الوجه الجميل جماله — وليس له فعل جميل مهذب

فيا حسن الوجه اتق الله ان ترد — دوام جمال ليس يفنى و يذ هب

نقل من غذاء الالباب للسفاريني ابتغاء هناك من تحفة الودود باحكام المولود

تحفہ اثنا عشریہ کا مطالعہ:

21 جولائی: طالعت الكتاب المنيف للامام شاه عبدالعزيز "تحفه اثناء عشرية" الى صفحه ۱۲ والكتاب بموضوع ردالتشيع والرفض و فى هذا لباب جهد عظيم وفى ردّهم دائرة المعارف جزىٰ الله المصنف جزيل الجزاء

ہند سے تاریخ دعوت وعزیمت اور ترجمان السنۃ کی وصولی اور تعارف:

لکھنو سے مولانا ابو الحسن علی ندوی کی تاریخ دعوت وعزیمت حصہ اول و دوئم اور ترجمان السنۃ سوئم موصول ہوئے۔تاریخ دعوت وعزیمت کا حصہ اول سیدنا عمر بن عبدالعزیز سے مولانا رومؒ اور جلد ثانی امام ابن تیمیہؒ کے بصیرت افروز حالات اور مجاہدانہ ومصلحانہ کارناموں پر مشتمل ہے ان شاء اللہ بالاستیعاب مطالعہ کروں گا۔

عربی رسالہ القافلہ کا مطالعہ: ۳ اگست: طالعت مجلة الشهريه العربية "القافله" لعلها تصدر من جدة

المملکۃ العربیۃ السعودیہ فیھا مقالات انیقۃ سھلۃ۔

۵ اگست: برادر عزیز از ہر شاہ قیصر کا مکتوب بھی موصول ہوا جسمیں انہوں نے ہندوستانی ڈاک کے نظام کی خرابی کا شکوہ کیا ہے اسی وجہ سے ہمیں رسالہ بھی نہیں مل رہا ہے۔

والد ماجد کے مساعی سے موضع جلبئی میں طویل دشمنیوں اور رسم ورواج کا خاتمہ:

۷ اگست: والد ماجد درس بخاری شریف کے بعد موضع جلبئی ضلع صوابی تشریف لے گئے یہ وہ گاؤں ہے جہاں سال گزشتہ انہوں نے لوگوں کے درمیان مدت مدید کی جاہلیت پر مبنی دشمنیوں اور خصومات کی صلح فرمائی تھی اور بہت ساری بدعات کا بھی جو لوگوں میں عرصہ دراز سے رائج تھے قلع قمع فرمایا اس گاؤں میں شریعت وسنت کے موافق بغیر رسم و رواج کے سادگی سے شادیوں کا انعقاد بھی والد ماجد کی کوششوں سے ہوا۔ دین میں تنگی اور سختی نہیں ہے لیکن لوگوں نے خود سے ایسے مخترعات چن لئے جن سے وہ حرج میں پڑ جاتے ہیں۔ وہاں سے والد ماجد نماز عصر کے بعد لوٹے۔

ملک میں مارشل لاء کا نفاذ:

۷ اکتوبر: انقلاب احوال کا دور دورہ ہے ملک میں مارشل لاء کا نفاذ ہوا۔ وتلك الایام نداولھا بین الناس

سفر ملتان اور اکابر علماء کو سالانہ جلسہ ختم بخاری ودستار بندی کی دعوت دینا:

۱۰ اکتوبر: بندہ عمائدین کرام اور علماء عظام کو دعوت دینے کے سلسلے میں ملتان روانہ ہوا اسٹیشن پر برادرم مولانا شیر علی شاہ بھی موجود تھے۔

۱۱ اکتوبر: ۱۱ بجے ملتان پہنچے مولانا مفتی محمود کے ہاں قیام کیا علامہ خالد محمود بھی وہی ملے نزلہ وزکام کی وجہ سے مجھے اشد تکلیف رہی قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند بوجہ التواء جلسہ قاسم العلوم تشریف نہ لا سکے۔

۱۲ اکتوبر: صبح علامہ خالد محمود کی معیت میں خیر المدارس گیا جہاں مولانا خیر محمد صاحب سے ملاقات ہوگئی ان سے قاری محمد طیب صاحب کے بارہ میں معلومات لیں پھر کوئٹہ مولانا عرض محمد صاحب کو قاری طیب صاحب کے متعلق تار دیا۔ صبح سویرے امیر شریعت حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری مدظلہ سے انکے گھر پر ملاقات ہوئی۔ انہوں نے معذرت فرمائی۔ رقعہ بھی والد صاحب کے نام لکھ کر دیا اور دعائیں دیں۔ دوپہر کو مولانا محمد علی جالندھری سے ملاقات ہوئی، انہوں نے دعوت منظور فرمائی۔ دفتر تحفظ ختم نبوت میں مولانا لعل حسین اختر اور حکیم صاحب کوئٹہ سے ملا۔ شام کو ملتان کے معروف قلعے کی سیر کی۔ آج بھی مفتی صاحب کے ہاں قیام رہا، برادرم مولوی موسیٰ (روحانی بازی) نے از حد محبت واخلاص کا مظاہرہ کیا علامہ خالد محمود بھی وہی تھے۔ (ملتان کے اس سفر کے تفصیلی احوال مولانا سمیع الحق صاحب نے اپنے والد مولانا عبدالحقؒ کے نام مکتوب لکھ کر بھیجے وہ بھی نذر قارئین ہیں۔ مرتب)

ملتان کا سفر ○ جلسۂ حقانیہ میں اکابر علماء قاری محمد طیب امیر شریعت بخاری مفتی محمود مولانا محمد علی جالندھری وغیرہ کو شرکت کی دعوت:

مخدومی المحترم دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مختصراً گذارش ہے آپ سے رخصت ہو کر ۴ بجے میں ملتان پہنچا۔ معلوم ہوا کہ کافی دھوڑ دھوپ کے باوجود یہاں اجتماع قاسم العلوم ممنوع ہونے کے وجہ سے ملتوی کر دیا گیا ہے اور اس بناء پر تمام متعلقہ حضرات کو بذریعہ تار نہ آنے کی اطلاع دی ہے۔ بہر حال حضرت قاری طیب صاحب بھی تشریف نہیں لائے تھے۔ مفتی محمود صاحب سے ملا معلوم ہوا کہ حضرت قاری صاحب آج اتوار کو کوئٹہ پہنچ رہے ہیں اور صبح اُن کے بچے یہاں مولانا خیر محمد صاحب کے پاس آ جائیں گے۔ رات کو کوئٹہ سے مولانا عرض محمد صاحب کے طرف سے قاری صاحب کے نام نہ آنے کا تار آیا، آج صبح ہی میں نے مولانا خیر محمد صاحب کے ہاں جا کر معلوم کیا تو پتہ لگا قاری صاحب کے بال بچے صبح ہی یہاں سے ڈیرہ غازی خان گئے ہیں اور حضرت قاری صاحب معہ اہلیہ کوئٹہ روانہ ہوئے ہیں آج بروز اتوار کسی وقت کوئٹہ پہنچیں گے اور ۱۶ر اکتوبر تک ملتان تشریف لا کر ۱۷۔۱۸ ر اکتوبر کو لاہور پھر ڈیرہ غازی خان جائیں گے۔ بہر حال ۲۔۳ دن میں یہاں وہ تشریف لائیں گے میں نے قاری صاحب کے نام کا خط مولانا خیر محمد صاحب کو دے دیا کہ اُنکے پہنچتے ہی اُن کو دے دیں اور یہاں سے ابھی ایک ایکسپریس تار مولانا عرض محمد صاحب کے ذریعہ قاری صاحب کے نام کوئٹہ ارسال کر دیا کہ ''اکوڑہ حضرت قاری صاحب بہر حالت ۲۰ اکتوبر پہنچ جائیں اور وہاں اجتماع ہوگا'' مفتی محمود صاحب بھی قاری صاحب کے پہنچتے ہی اُن کو پوری طرح تفصیلاً مطلع کر دیں گے پھر انشاء اللہ قاری صاحب یہاں اپنے پروگرام اور پہنچنے کے وقت کی اطلاع دے دینگے۔ انشاء اللہ اگر خدانخواستہ اجتماع نہ بھی ہوا لیکن قاری صاحب تشریف لے آئیں گے۔

۲۔ خوش قسمتی سے میرے آتے ہی خالد محمود صاحب بھی یہاں آئے، وہ تو عدم معروفیت اور کالج کے چھٹی نہ ہونے کی بڑی پس و پیش کر رہے ہیں لیکن میں نے اصرار سے اُنکو قدرے راضی کر لیا ہے، اجتماع سے ایک دن قبل اُن کو واپسی تار دینا ہوگا تا کہ وہ اگر ہو سکے تو کالج سے رخصت لیکر ۲۲ کو اکوڑہ آسکیں۔

۳۔ امیر شریعت شاہ جی تو اکثر فرض بھی بیٹھ کر پڑھتے ہیں، اس لئے معذرت کی ہے۔ مولانا محمد علی صاحب انشاء اللہ ۲۱ کو صبح کسی وقت پہنچیں گے میں نے ۳۰ روپے انکو دے دئے، مولانا درخواستی کو اُن کا خط اور مفتی نعیم صاحب کو بھی بذریعہ ڈاک بھیج دیا کیونکہ وہ یہاں نہیں ہیں۔ اگر چہ اب تو اجتماع کی اجازت مل گئی ہے لیکن ممکن ہے کسی وقت بھی ممنوع قرار دیں تو حضرت قاری صاحب کی شمولیت ہی کافی اور غنیمت ہے انشاء اللہ اس علاقے میں کسی قسم اجتماع کی اجازت نہیں، اب چونکہ لائلپور جانے کوئی گاڑی نہیں مل رہی اسلئے خالد محمود صاحب کی رفاقت میں خانیوال جاتے ہوئے انشاء اللہ رات کو لائلپور جا کر پھر لکھوں گا۔ یہاں کے ایک مولانا صاحب محمد امین چترالی سلام عرض کرتے ہیں۔ والسلام: سمیع الحق غفرلہ ۱۱ر اکتوبر ۵۸ء از ملتان

ملتان مولانا سمیع الحق کے ہاتھ شیخ الحدیث کا دعوتی گرامی نامہ

۲۵ ربیع الاول ۱۳۷۸ھ: بگرامی خدمت مخدومی المحترم حضرت مولانا صاحب دامت معالیکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مزاج اقدس۔ مخدوما! دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا سالانہ جلسۂ دستار بندی بتاریخ ۷۔۸ ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ مطابق

۲۱-۲۲ اکتوبر ۱۹۵۸ء بروز منگل و بدھ منعقد ہوگا بندہ وتمام اراکین دارالعلوم کی استدعا ہے کہ آنمحترم اپنی شمولیت سراپا یمن و برکت سے ہم ناچیز و کی حوصلہ افزائی فرما کر مسلمانانِ سرحد کو اپنی کلمات حکمت وموعظمت سے مستفید و مستفیض فرما دیں۔ امید ہے کہ حضرت والا اس عریضہ کو قبول فرما کر منظوری کی خوشخبری سے مطمئن ومسرور فرمائیں گے۔ خدا کرے کہ مزاج اقدس بخیریت ہو۔ برخوردارم سمیع الحق اسی غرض سے خدمت اقدس میں حاضر ہو رہا ہے امید ہے کہ خدام کی حوصلہ افزائی وسرپرستی فرمائیں گے آپ کی ضعف کا احساس ہے لیکن حضرت کی محض شمولیت ہی موجب برکت وسعادت ہے۔

والسلام: عبدالحق مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

امیر شریعت کا معذرت پر مبنی جوابی مکتوب

مکرمی ومحترمی ومخدومی وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ برکاتہٗ۔ آنحضرت کا گرامی نامہ پہلے بھی پہنچ چکا تھا میں اپنی بیماری اور پریشانی کی وجہ سے جواب سے قاصر رہا اب صاحبزادہ صاحب تشریف لے آئے مخلص نوازا میں اپنا مفصل حال لکھ نہیں سکتا بہت ہی ناتوان ہوگیا ہوں۔ فرض نماز بھی اکثر بیٹھ کر پڑھتا ہوں تقریر و وعظ تو ایک طرف مطلق سفر کے قابل بھی نہیں۔ بہت ہی معذور ہوگیا ہوں میری معذرت قبول فرمائیں۔ والعذر عندکرام الناس مقبول۔ والسلام: سید عطاء اللہ شاہ بخاری

فیصل آباد اور لاہور کے اسفار

پیر ۱۳ اکتوبر: صبح سویرے شاہین (ایکسپریس) کے ذریعہ ملتان سے روانگی کی۔ ۲ بجے لائل پور (فیصل آباد) پہنچا مفتی سیاح الدین کے ہاں جامع مسجد میں ٹھہرا مولانا فتح الجمیل حقانی کی رفاقت میں شام تک لائل پور میں جلسہ دارالعلوم حقانیہ کی دعوت دینے کیلئے مولانا مفتی زین العابدین حاجی قائم الدین وغیرہ سے ملاقاتیں ہوئیں مفتی صاحب (سیاح الدین) کی رہنمائی وتعارف سے علوم وفنون کی بہترین کتابوں اور ادبی رسائل تک رسائی ہوئی اسی طرح مفتی صاحب کے عالمانہ وادیبانہ مجلس سے بھی محظوظ ہوا۔

ان سے کچھ کتابیں مطالعہ کیلئے عاریتاً لے لیں۔ رات کا قیام مدرسہ اشاعت العلوم میں رہا۔

منگل 14 اکتوبر: صبح ہی صبح بذریعہ بس لاہور روانہ ہوا 12 بجے لاہور پہنچا غلام حسین جوہر کی رفاقت میں مولانا ادریس کاندھلوی سے ملاقات کی انہوں نے شرکت کا وعدہ فرمایا پھر برادرم عبدالرحمٰن (اشرفی) کی رفاقت میں مولانا مفتی محمد حسن سے ملاقات ہوئی انہوں نے نصیحتیں اور دعوات وتلقین سے نوازا ''سیرت سید احمد شہید'' مولانا ابوالحسن علی ندوی بھی خریدا شام کو عزیز الرحمٰن حیدری سے ملا پھر عزیز الحق صاحب (خطیب شاہی مسجد) سے ملے۔

بدھ 15 اکتوبر: مولانا غلام غوث ہزاروی صاحب سے دفتر جمعیت میں ملاقات کر کے دعوت دی پھر دفتر جماعت اسلامی کا معائنہ کیا پھر مکتبہ کتب نادرہ مسلم مسجد جا کر مصنف ابن ابی شیبہ اور الجامع الکبیر وغیرہ کتب کی خریداری کی۔ ظہر کے وقت مولانا حامد میاں سے ملاقات کی شام کو لاہور سے واپسی کے وقت رخصتی کیلئے

عزیز الرحمن حیدری اور نور الحق دامانی صاحب موجود تھے۔

حضرت قاری طیب صاحبؒ سے شیخ الحدیثؒ کی خط وکتابت دستار بندی دار العلوم حقانیہ کے حوالے سے ہوتی رہی اس سلسلے کے سال ۱۳۷۸ھ کے قاری صاحب کے جوابی مکتوبات یہاں پیش ہیں:

۱۵۔۳۔۷۸ھ (حقانیہ تشریف آوری کا پروگرام)

حضرت المحترم زید مجدکم۔سلام مسنون نیاز مقرون! گرامی نامہ نے مشرف فرمایا، جناب کا اور مجلس شوریٰ کا شکر گذار ہوں کہ اس ناچیز کو یاد فرمایا ورنہ میں تو خود ہی خواہشمند تھا کہ اپنے بزرگوں اور دوستوں سے مل کر شرف حاصل کروں۔گرامی نامہ آنے سے اس ارادہ میں مزید پختگی پیدا ہوگئی۔میں آج ڈھاکہ جارہا ہوں، وہاں سے انشاء اللہ تین دن میں واپسی ہوگی۔واپس ہو کر پروگرام بنانا ہے، واپسی کے بعد پہلا کام پروگرام بنا کر اطلاع دوں گا، واپسی کے بعد آٹھ دس دن کراچی میں قیام ہوگا اور راستہ میں ایک دو جگہ اترنا ہے۔اس طرح اندازہ یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ پندرہ بیس دن میں جناب تک پہنچ سکوں گا۔یہ بھی ممکن ہے کہ تاخیر اتنی ہو کہ آپ ہی کی مقرر فرمودہ تاریخوں میں پہنچوں مگر یقین سے نہیں عرض کرسکتا۔بہر حال حتمی بات ڈھاکہ سے واپس پہنچ کر عرض کروں گا۔امید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوگا۔

والسلام محمد طیب از کراچی، سولجر بازار مرزا قلیچ بیگ روڈ امین منزل کراچی۔

---

۲۴ ستمبر ۱۹۵۸ء (اکوڑہ خٹک کیلئے ویزے میں توسیع کا ارادہ)

حضرت المحترم زید مجدکم۔سلام مسنون! ایک عریضہ دیوبند سے بجواب گرامی نامہ پیش کرچکا ہوں، ملاحظہ سے گذرا ہوگا۔کل ۲۳ ستمبر ۱۹۵۸ء کو الحمد للہ بعافیت کراچی پہنچا جلسہ کی تاریخ جناب نے کیا رکھی ہے بواپسی مطلع فرمادیں تاکہ اگر ممکن ہو اور ویزہ میں توسیع ہوجائے تو اکوڑہ خٹک کا پروگرام بنا سکوں یا ان تاریخوں میں پہنچنا ممکن نہ ہو اور کسی قبل وبعد کی تاریخ میں ممکن ہو تو آپ کی اجازت کے بعد حاضری کی اس میں سعی کروں گا۔سب حضرات کی خدمت میں سلام مسنون۔

والسلام محمد طیب از کراچی سولجر بازار مرزا قلیچ بیگ سٹریٹ امین منزل

---

۲۹ ستمبر ۱۹۵۸ء (اکوڑہ حاضری دے کر دیوبند پہنچنے کا قصد)

حضرت المحترم زید مجدکم۔سلام مسنون نیاز مقرون! آج ایک گرامی نامہ دستی نظر سے گذرا، جس میں تذکرہ تھا کہ احقر کے نام کوئی رجسٹری آنمحترم نے روانہ کی ہے اور ابھی نہیں ملی، تاہم مضمون پر اطلاع ہوگئی۔دار العلوم حقانیہ کا جلسہ یکم نومبر کو ہے، احقر کا قیام اتنا طویل نہیں ہے کہ یکم تک ٹھہروں اس لیے جیسا کہ جناب نے تحریر فرمایا ہے کہ پھر کوئی درمیانی تاریخ جو احقر مناسب سمجھے اکوڑہ کے لیے رکھ لی جائے، اس لیے حسب تحریر جناب والا یہی قصد کرلیا گیا ہے کہ اکوڑہ حاضری دے کر دیوبند پہنچوں۔آج ڈھاکہ جارہا ہوں، واپسی پر پروگرام بنا کر مطلع کروں گا اور تعیین تاریخ کی اطلاع دوں گا۔امید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوگا۔دعا کا متدعی ہوں۔

والسلام محمد طیب از کراچی سولجر بازار مرزا قلیچ بیگ روڈ، امین منزل مکان سیٹھ عبد اللطیف بادانی

۱۹۵۸ء نحمدہٗ ونصلی[1] (جلسہ حقانیہ اور سفر اکوڑہ خٹک کے بارہ میں مفتی محمد نعیم لدھیانوی کو وضاحتی مکتوب)

حضرت المحترم المعظم زیدت معالیکم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ! گرامی نامہ میں احقر کے سفر اکوڑہ خٹک کی تفصیلات دریافت فرمائی گئی ہیں۔ بجواب مکرمت نامہ عرض ہے کہ عرصہ سے حضرت مولانا عبدالحق صاحب زید مجدہٗ مہتمم دارالعلوم حقانیہ یاد فرمارہے تھے کہ میں اکوڑہ کے اس دارالعلوم کے سالانہ جلسہ میں شرکت کروں، دیوبند بھی مولانا کے کئی والا نامہ پہنچے، بندہ نے بھی بشرط حاضری پاکستان وعدہ کر رکھا تھا کہ ضرور حاضری کی سعادت حاصل کروں گا۔ چنانچہ کراچی پہنچتے ہی احقر نے اطلاع دی، مگر دارالعلوم کا جلسہ یکم نومبر ۱۹۵۸ء کو طے شدہ تھا جس کا اخبارات میں اعلان بھی شائع ہو چکا تھا۔ ان تاریخوں میں میری شرکت کی کوئی صورت نہیں تھی کہ بجز اسکے میں ۲۱، اکتوبر کا دن وہاں گذار سکوں۔ حضرت مولانا نے بکمال عنایت جلسہ کی شائع شدہ تاریخوں کو منسوخ کر کے جلسہ کی تاریخیں ۲۱،۲۲ اکتوبر ۱۹۵۸ء رکھیں اور دوبارہ اعلانات جاری کیے۔ چنانچہ احقر ۲۰ اکتوبر ۱۹۵۸ء کو شب میں اکوڑہ پہنچا، اسٹیشن پر دارالعلوم حقانیہ کے تمام اساتذہ اور طلبہ موجود تھے۔ انتہائی محبت وخلوص سے خیر مقدم فرمایا اور میں دارالعلوم کے نوتعمیر شدہ عمارت میں فروکش ہوگیا۔ ظاہر ہے کہ جب دعوت نامہ حضرت مولانا عبدالحق صاحب کی طرف سے پہنچا تھا تو قیام بھی دارالعلوم ہی میں ہوسکتا تھا کہیں اور ٹھہرانے کے کوئی معنی ہی نہ تھے۔ اکوڑہ کی حاضری کا مقصد بھی محض دارالعلوم ہی کے جلسہ کی شرکت تھی۔ تقریباً چوبیس گھنٹے قیام رہا اور یہ مدت دارالعلوم ہی میں گذری، ۲۱ اکتوبر ۱۹۵۸ء کو شب کے اجلاس میں حسب پروگرام شرکت ہوئی۔ اس نشست میں دارالعلوم کے تقریباً ۲۷ فارغ شدہ فضلاء کی دستاربندی ہوئی، وہ احقر کے ہاتھوں عمل میں آئی، دستار بندی کے بعد تقریباً تین گھنٹہ احقر کی تقریر ہوئی ، جسے دارالعلوم کے فضلاء نے قلمبند کیا۔

حضرت مولانا عبدالحق صاحب نے تقریر کا یہ مسودہ آدمی کے ہاتھ میرے پاس لاہور بھیجا ہے تاکہ احقر اس پر نظر ڈال کر اس میں ضروری ترمیم واصلاح کرلے، دارالعلوم اس کے شائع کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ بہر حال اکوڑہ کی حاضری صرف دارالعلوم حقانیہ کے جلسہ کے لیے ہوئی، اس کی دعوت پر ہوئی اور اس میں چوبیس گھنٹہ قیام رہا اور اس کے پروگراموں میں پورا وقت صرف ہوا۔ اس دوران میں مولانا (بادشاہ گلؒ) نے جامعہ میں حاضری کیلئے کئی بار فرمایا، مگر وقت نہیں تھا اِس لیے معذرت کرتا رہا، لیکن پیہم اصرار پر اتنا عرض کرسکا کہ واپسی میں روانگی کے وقت اسٹیشن جاتے ہوئے پانچ منٹ کیلئے جامعہ کی عمارت میں اتر کر دعا میں شرکت کروں گا۔ چنانچہ حسب وعدہ چونکہ واپسی کے وقت اسٹیشن کے راستہ میں جامعہ کی عمارت پڑتی تھی، احقر اُترا جامعہ کے حضرات اساتذہ وطلبہ نے خیر مقدم فرمایا اور سپاسنامہ بھی پیش فرمایا، جس کے جواب میں پانچ چھ منٹ میں احقر نے شکریہ ادا کرتے ہوئے نصیحت کے طور پر چند کلمات بھی عرض کیے اور اُسی وقت اسٹیشن پر پہنچ گیا۔ جہاں دارالعلوم کے ذمہ دار اکابر پہلے سے موجود تھے۔ اس طرح یہ سفر پورا ہوا۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوگا۔ والسلام

(احقر کے نام مفتی محمد نعیم کا مکتوب)

---

[1] یہ خط مشہور عالمِ دین اور مجاہد جنگِ آزادی مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانوی مرحوم کے نام لکھا گیا ہے۔ پچھلے خط میں حضرت کی آمد دارالعلوم حقانیہ کا ذکر آیا ہے۔ ان کے واپس جانے پر ایک مقامی مدرسہ نے حسب معمول قاری صاحب مدظلہٗ کے سفر کی رپورٹنگ ایسے انداز میں کی کہ سب کچھ اپنے کھاتہ میں بلاوجہ ڈالنے کی سعی کی گئی تھی۔ مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانوی ===

قاری محمد طیب اور دیگر علماء کرام کی آمد اور استقبال:

پیر 20 اکتوبر: حضرت قاری طیب صاحب قاسمی عشاء کو سندھ ایکسپریس اکوڑہ پہنچے بندہ کو بھی انکی رفاقت کیمبل پور (اٹک) سے حاصل ہوئی اسی ٹرین سے مولانا عبداللہ درخواستی صاحب مولانا مفتی محمد نعیم صاحب مولانا عبدالحنان وغیرہ کی آمد بھی ہوئیں اسٹیشن سے دارالعلوم تک علماء کرام کا پرتپاک خیر مقدم کیا گیا عشاء کی نماز قاری صاحب کی اقتداء میں پڑھی گی رات آپ نے دارالشوری میں بسر کی۔

1958ء۔۱۳۷۸ھ کی جلسہ دستار بندی کی مختصر روئیداد:

منگل 21 اکتوبر: سالانہ جلسہ دستار بندی کی پہلی نشست کا آغاز حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتوی کی صدارت میں ہوا ملک بھر کے اکابر علماء اور زعماء کی کثیر تعداد نے جلسہ میں شرکت فرمائی اس نشست میں مولانا ادریس کاندھلوی صاحب نے فضیلت و اہمیت علم کے موضوع پر سیر حاصل تقریر کی جبکہ دوسری نشست مجلس مشاعرے کے لئے مختص تھی عصر کے بعد حضرت قاری صاحب کے دست اقدس اور دیگر علماء کے ہاتھوں مسجد (دارالعلوم حقانیہ) کی بنیاد رکھی گئی پھر قاری صاحب نے والد ماجد کی معیت میں پورے دارالعلوم کا تفصیلی معائنہ کیا نماز عشاء کے بعد اس عظیم الشان جلسہ کی اہم ترین نشست کا آغاز ہوا۔ بندہ نے استقبالیہ پیش کیا۔ قاری صاحب نے ساڑھے تین گھنٹوں پر مبنی تقریر فرمائی ‘ان سے قبل مولانا غلام غوث ہزاروی ‘مولانا شمس الحق افغانی ‘مولانا

=== مرحوم بھی جلسہ دستار بندی میں حسب معمول شریک تھے۔ انہوں نے اخبارات میں یہ غلط رپوٹنگ پڑھی اور قلبی تعلق و محبت کی بناء پر اس کی وضاحت حضرت قاری صاحب مدظلہٗ ہی سے کرائی۔ یہ خط "ترجمانِ اسلام" میں بھی شائع کرایا اور پھر اصل خط کو اپنے مکتوب ذیل کے ساتھ ناچیز کے نام ارسال فرمایا (س)

برخوردار طولعمرہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ! امید ہے ہر طرح خیریت سے ہوں گے، روانگی کے وقت اسٹیشن پر جو وعدہ کیا تھا یاد ہوگا لیکن ایفاء کی توفیق نہ ہوئی۔ جامعہ اسلامیہ والوں کا کارنامہ نظر سے گذرا، دارالعلوم اسلامیہ لاہور کی خصوصی دعوت پر جانا ہوا تو " ترجمانِ اسلام " کا وہ پرچہ ساتھ لیتا گیا۔ قاری طیب صاحب دام لطفہٗ کو دکھلایا تو حیران ہوئے۔ میں نے عرض کیا کہ اس کا تدارک ضروری ہے، فرمایا کہ کیا صورت ہو؟ میں نے عرض کیا کہ میں چند سوالات لکھتا ہوں آپ اس کا جواب تحریر فرمادیں تو کسی اخبار کو روانہ کر دیا جائے گا۔ آپ نے اس کو پسند فرمایا چنانچہ آپ نے جواب مرحمت فرمادیا جو سوال و جواب کی شکل میں "ترجمانِ اسلام" میں مطیع الحق کے فرضی نام سے شائع کرا دیا گیا ہے، اصلی جواب میرے نام مرحمت فرمایا ہے جو کہ بغرض ثبوت آپ کو روانہ کر رہا ہوں، اپنے والد ماجد مدظلہٗ کی خدمت میں پیش کریں اور میرا سلام بھی عرض کر دیں اور دُعا کی درخواست بھی پیش کریں۔ اور اپنی خیریت اور دیگر ضروری حالات سے مطلع فرماتے رہیں، آپ کو لکھنے کی عادت ہو جائے گی۔ اس جواب پر جامعہ اسلامیہ والوں کے تاثرات بھی ضرور تحریر فرمادیں، فرضی نہ ہوں واقعی ہوں، آپ کے نہ ہوں بلکہ ان کے ہوں۔ واثقین حضرات کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے۔

بندہ محمد نعیم عفی عنہ خطیب جامع مسجد منڈی بہاؤالدین (۱۵ نومبر ۱۹۵۸ء)

درخواستی' مولانا زین العابدین' مولانا محمد علی جالندھری اور مفتی محمد نعیم نے بھی تقاریر کیں۔ بلا مبالغہ ہزاروں افراد کا مجمع تھا' بندہ کا قیام رات کو قاری صاحب کے ساتھ رہا۔صبح کی نماز آپ کے ساتھ کمرے میں پڑھی ۔پھر قاری صاحب کواعظم خان صاحب کے مکان پر لے جایا گیا جہاں انہوں دعوت چائے میں شرکت کی۔ پھر آپ کی سندھ ایکسپریس سے واپسی ہوئی' عشاء کو مولانا جالندھری اور مفتی نعیم کو رخصت کیا اسطرح اس شاندار تاریخی جلسہ کا بخیر وعافیت اختتام ہوا۔

قاری طیب صاحب کی تقریر قلمبند کر کے چھپوانا: دارالعلوم حقانیہ کے تاریخی اجلاس دستار بندی مورخہ ۷۔۸ ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۰۔۲۱ اکتوبر ۱۹۵۸ء میں حضرت حکیم الاسلام نے رات کی نشست میں علم کی فضیلت اور انسانیت کے امتیاز اور شرافت کے موضوع پر ایک نہایت ہی عالمانہ تقریر فرمائی ، جسے مولانا شیر علی شاہ نے حتی الوسع قلمبند کرنے کی سعی کی ، پھر حضرت مدظلہ کی خدمت میں نظر ثانی کیلئے بھیجی گئی، حضرت نے باوجود گوناگوں مصروفیات کے نظر ثانی ہی نہیں بلکہ اپنے الفاظ میں گویا سارا مسودہ از سر نو خود ہی لکھ دیا اور اسکا عنوان " انسانی فضیلت کا راز "۔ تجویز فرمایا جسے احقر نے عنوانات وغیرہ دے کر ۱۰۴ صفحات میں اسی نام سے شائع کیا۔ بعد میں لاہور کے ایک مکتبہ نے بھی نام، تعارف وغیرہ سب حذف وتبدیل کر کے اسے " انسانیت کی امتیاز " کے نام سے شائع کیا۔ (سمیع الحق) اس سے متعلقہ خطوط بھی پیش ہیں۔

۳۱ شوال ۱۳۷۸ھ **(انسانی فضیلت کا راز ٥ حقانیہ میں کی گئی تقریر کا مسودہ)**

نحمدہٗ ونصلی حضرت المخدوم المحترم زید مجدکم السامی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مکرمت نامہ مع عباء سالم [1] ومسودۂ تقریر [2] شرف صدور لایا، ہدیۂ مؤقرہ کا شکریہ کس زبان سے ادا کروں۔ وہاں [3] کے قیام میں سیری نہیں ہوئی۔آپ کو حق تعالیٰ سے جن امور خیر کی توفیق عطا فرمائی ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے، حق تعالیٰ برکت دے اور دارالعلوم حقانیہ کو روز بروز ترقیات عطا فرمائے۔ مسودۂ تقریر پہنچ گیا ہے۔اس قیام کے دوران میں بہت ہی مشکل معلوم ہو رہا ہے کہ میں اس مسودہ کو دیکھ سکوں، ہر وقت لوگ گھیرے رہتے ہیں، یا پھر جلسے اور مجامع ہیں۔ تاہم سعی کروں گا کہ اس قیام کے دوران اس مسودہ کو دیکھ سکوں۔ اگر دیکھ پایا تو بذریعہ ڈاک رجسٹری کر دوں گا۔ صاحبزادہ [4] صاحب کی خدمت میں سلام مسنون ۔ چوغہ [5] کا بہت بہت شکریہ عرض ہے۔ دعا کا متدعی ہوں۔ والسلام : محمد طیب

---

[1] حضرت مولانا محمد سالم قاسمی حضرت قاری صاحب مدظلہ کے فرزند اکبر حال مدرس دارالعلوم دیوبند۔(سمیع الحق)

[2] دارالعلوم حقانیہ کے تاریخی اجلاس دستار بندی مورخہ ۷۔۸ ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۰۔۲۱ اکتوبر ۱۹۵۸ء میں حضرت حکیم الاسلام نے رات کی نشست میں علم کی فضیلت اور انسانیت کے امتیاز اور شرافت کے موضوع پر ایک نہایت ہی عالمانہ تقریر فرمائی ، جسے مولانا شیر علی شاہ نے حتی الوسع قلمبند کرنے کی سعی کی ، پھر حضرت مدظلہ کی خدمت میں نظر ثانی کیلئے بھیجی گئی، حضرت نے باوجود گوناگوں مصروفیات کے نظر ثانی ہی نہیں بلکہ اپنے الفاظ میں گویا سارا مسودہ از سر نو خود ہی لکھ دیا اور اس کا عنوان " انسانی فضیلت کا راز " ۔ تجویز فرمایا جسے احقر نے عنوانات وغیرہ دے کر ۱۰۴ صفحات میں اسی نام سے شائع کیا۔ بعد میں لاہور کے ایک مکتبہ نے بھی نام، تعارف وغیرہ سب حذف وتبدیل کر کے اسے " انسانیت کی امتیاز " کے نام سے شائع کیا۔(س) [3] اکوڑہ خٹک میں (س) [4] احقر راقم الحروف۔(س) [5] مولانا محمد سالم صاحب کیلئے۔(س)

۱۶ ذی یقعدہ ۱۳۷۷ھ

(مسودہ کی از سر نو تبییض)

حضرۃ المحترم زید مجدکم العامی سلام مسنون نیاز مقرون! تقریر کا مسودہ نظر ثانی کرنے کے بعد ارسال ہے۔ کاتب نے نہایت ہی ظلم کیا کہ چھوٹے چھوٹے اوراق پر مسودہ لکھا، نہ حاشیہ چھوڑا نہ صفحہ بڑا رکھا، اس لیے مجھے حذف و ازدیاد میں سخت دشواری پیش آئی۔ پھر میری تعبیر پوری طرح ادا نہیں کی، اس لیے گویا مجھے سارا مسودہ از سر نو خود ہی لکھنا پڑا۔ تاہم باوجود غیر معمولی مصروفیت کے رات دن لگ کر اسے مرتب کیا۔ کئی راتیں ایک ایک بجے اور دو دو بجے تک جاگ کر مسودہ میں ترمیمات کیں کیونکہ دن میں لوگوں کا ہجوم رہتا تھا رات ہی کو کچھ وقت ملتا تھا۔ اب آپ اسے نہایت احتیاط سے صاف کرائیں، سمجھدار قسم کا کاتب ہوگا تو لکھ سکے گا۔ اور پھر مقابلہ کرایا جائے، تب کاتب کاپی نویس کے حوالہ کی جائے۔ نام اسکا انسانی "فضیلت کا راز" مناسب ہوگا یا جو آپ حضرات مناسب سمجھیں۔ ریل پر جانے میں صرف ۲ گھنٹہ باقی ہیں اس لیے بعجلت عریضہ لکھ کر مع مسودہ کے رجسٹری ارسال ہے، سب سے سلام، امید ہے دیوبند مطلع فرمادیں۔ والسلام محمد طیب ۱۶-۱۱-۵۸ء

حضرت قاری طیب صاحبؒ کی حقانیہ کے بارے میں تحریری رائے اور تاثرات:

۶ ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ

محمدہ و نصلی: آج بتاریخ ۶ ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ احقر حسب دعوت حضرت مولانا عبدالحق صاحب بانی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک حاضر ہوا اور دارالعلوم ہی میں قیام کیا۔ آٹھ سال کے بعد اس سر چشمہ علم میں حاضری کا یہ دوسرا موقعہ ہے۔ ۱۹۵۰ء میں احقر اس وقت حاضر ہوا تھا جبکہ اس مدرسہ کیلئے نہ کوئی مستقل جگہ تھی نہ مکان۔ ایک مسجد میں غریبانہ انداز سے اساتذہ و تلامذہ نے کار تعلیم شروع کر دیا تھا لیکن آٹھ سال کے بعد آج

دارالعلوم کو اس شان سے دیکھا کہ اس کے پاس شاندار عمارت بھی ہے، وسیع میدان بھی ہاتھ میں ہے، اس کے وسیع نظم و نسق کے لیے مختلف انتظامی شعبہ جات بھی ہیں، شعبہ تعمیر مستقل حیثیت میں اپنا کام بھی کر رہا ہے اور تعمیرات بھی روز افزوں ترقی پر ہیں، طلبہ کی کثرت ہے، اساتذہ ماہرین فنون کافی تعداد میں جمع ہیں، ۲۶ طلبہ فارغ التحصیل کی دستار بندی بھی ہوئی جن میں مختلف پاکستانی علاقوں کے علاوہ کابل و قندھار کے طلبہ بھی ہیں ایک عظیم الشان مسجد کی بنیاد بھی رکھی جا رہی ہے۔ خلق اللہ کا رجوع ہے۔ اعتماد ہے اور وہ پورے بھروسہ کے ساتھ۔ پروانہ وار اس شمع علم کے اردگرد فدائیت و عقیدت کے ساتھ ہجوم کر کر کے آرہے ہیں، حتی کہ مدرسہ کے جلسے نے ایک "عظیم الشان علمی جشن" کی صورت اختیار کر لی ہے اور بلا تامل کہا جا سکتا ہے کہ آج اسے صوبہ سرحد کی سب سے بڑی اور مرکزی درسگاہ ہونے کا فخر حاصل ہے۔ سات سال کی مختصر مدت میں یہ ظاہری و باطنی ترقیات بجز اس کے کہ کارکنوں کے اخلاص وللٰہیت کا ثمرہ کہا جائے اور کیا کہا جا سکتا ہے؟ ان مخلصین میں راس المخلصین حضرت مولانا عبدالحق صاحب اکوڑوی ہیں جن کے ایثار و اخلاص کو میں اُس وقت سے جانتا ہوں جب سے کہ وہ دارالعلوم دیوبند کے ایک طالب علم اور اس کے بعد کافی عرصہ تک دارالعلوم دیوبند کے ایک ماہر فن اُستاد کی حیثیت سے دارالعلوم دیوبند میں مقیم تھے۔ تقسیم ملک کے بعد یہ مجبوری اکوڑہ میں مقیم ہوئے اور دارالعلوم دیوبند آج تک ان کی جدائی پر نالاں ہے۔ ان کی سادہ، بے لوث اور مخلصانہ طبیعت اور خدمت نے ہی اس سات سال کی قلیل مدت میں اس مکتب کو مدرسہ اور مدرسہ سے دارالعلوم بنا دیا ہے۔ اس دارالعلوم کے احاطہ میں پہنچ کر احاطہ دارالعلوم دیوبند کا شبہ ہونے لگتا ہے اور بالآخر یہ شبہ یقین سے بدل جاتا ہے۔ جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ حقیقتاً اس نے اپنی صورت و سیرت میں دارالعلوم دیوبند کی صورت و سیرت کو سمو لیا ہے اور وہ دارالعلوم

دیو بند ہی بن گیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سرچشمہ فیض اور اسکے بانی کو اپنے فضل و کرم کے سایہ میں تادیر قائم رکھے اور مسلمانان پاکستان کے لیے یہ مدرسہ نور ہدایت اور مینارۂ روشنی ثابت ہو۔ ع ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیو بند حال نزیل: اکوڑہ خٹک

شیخ الحدیثؒ کے دادھیال کی تفصیل:

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ؒ کے اجداد پانچویں صدی ہجری میں افغانستان سے سلطان محمود غزنوی کے ہمرکابی میں جہاد کی غرض سے برصغیر پاک و ہند میں وارد ہوئے۔ اِس سے قبل غزنی میں غوزہ مرغئی نامی علاقے میں سکونت پذیر تھے۔ غالبًا جد الجد (دادا مرحوم کے دادا) ملا عبدالحمید' علاقہ خٹک کرک میں سوترہ کے مقام پر قیام پذیر رہے۔قومیت اخونخیل ہے اور اس کے بارے میں پشتو تواریخ میں نقل ہے کہ قوم اخونخیل قدیم ترین افغان علمائے کرام قبیلوں کی قومیت اور شاخ چلی آرہی ہے' یہ لقب وسط ایشیاء' ایران اور مغربی ترکستان میں دینی پیشواؤں' مفتیوں اور بلند پایہ علماء کیلئے استعمال ہوتا آرہا ہے۔ جیسے حضرت اخون سالاکؒ یوسفزئی' حضرت اخون درویزہؒ حضرت اخون پنجو باباؒ اور حضرت اخون علامہ عبدالغفور سوات بابا جی صاحبؒ حضرت اخ الدین سلجوقی المعروف اخون الدین بابا مرقد بمقام اکوڑہ خٹک وغیرہ وغیرہ۔اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت شیخ الحدیثؒ کے آباؤ اجداد نسل در نسل علمائے حق گذرے ہیں۔ جد امجد الحاج معروف گل کی والدہ صاحبہ کا نام بی بی برکت ہے جو قدیر گل مرحوم سکنہ ڈنگر زئی (آدم زئی) کی ہمشیرہ تھی جد امجد کی پہلی بیوی سے دو لڑکیاں تھیں (۱) والدہ غنی گل (۲) جنت بی بیؒ

والد ماجدؒ کے ننھیال کے بارے میں کچھ تفصیلات:

27 دسمبر: میری دادی مرحومہ کے چھوٹے بھائی مولوی امیر اللہ صاحب' جہانگیر آباد مردان یعنی حضرت شیخ الحدیثؒ کے ماموں نے اپنے خاندان کے بارے میں مجھے جو تفصیلات بتائیں اُس کا حاصل یہ ہے۔ ہمارے والد (شیخ الحدیثؒ کے نانا) کا نام شریف اللہ قوم کرک خیل یوسفزئی افغان تھے۔مختلف مقامات پر علمِ دین حاصل کیا مگر زیادہ تعلیم لوند خوڑ مردان میں اپنے خسر مولانا قاسم خان مرحوم سے حاصل کی' جو مولوی سید الرحمٰن' مولانا عبدالجمیل (خادم خاص مولانا حسین احمد مدنیؒ) اور مولوی عبدالجلیل کے دادا تھے۔ (مولانا سید الرحمٰن' مولوی فضل سبحان' فاضل حقانیہ اور مولانا عزیز الرحمٰن لوند خوڑ کے والد تھے اور حاجی معروف گل کے ہم زلف تھے) مولانا محمد قاسم مرحوم کا تعلق پکھلئی ہزارہ کے خوانین سے تھا۔ ان کے والد صاحب یعنی دادی مرحومہ کے پرنانا پکھلئی سے لوند خوڑ آئے تھے' جائیداد اور خاندانی جھگڑوں کی وجہ سے ترکِ وطن کیا یا شاید کوئی اور وجہ تھی۔ وہاں ہزارہ میں اُن کی کافی جائیداد تھی۔ اور قاسم خان یہاں سے جا جا کر وہ فروخت کرتے تھے اور اسی سے گذر اوقات کرتے تھے۔ مولانا قاسم خان کے دو

بیٹے تھے' مولانا فضل الرحمٰن جو مولانا سید الرحمٰن کے والد تھے۔اور مولانا فضل الرحیم جو مولانا عبدالجمیل کے والد تھے۔مولانا فضل الرحمٰن اور مولانا فضل الرحیم دونوں بڑے اچھے عالم اور حافظ بھی تھے' اور مختلف علاقوں میں کتابیں پڑھ چکے تھے۔شریف اللہ کے والد یعنی شیخ الحدیثؒ کے پرنانا کا نام ظریف خان تھا۔جو طورو مایار منی خیل گاؤں سے عربی بانڈہ تخت بھائی آئے تھے' اِس علاقے کو لوگ باڈا یوسف زئی کہتے تھے' وہاں بھی رہٹ اور زمینیں تھیں۔ اور جائیداد ایک قومی مقابلے میں ایک ہندوستانی نوارد جو غالباً سکھوں کے مقابلے میں آیا تھا' کو دے دیا۔ بھائیوں سے جھگڑا کر کے ناراض ہوئے اور وہاں سے اخوند پنجو بابا (اکبر پورہ) گئے۔وہاں سے اُن کی اولاد میا نگان سے کسی سے شادی کرادی' کچھ عرصہ بعد اپنے علاقے کے قریب ہوئے' ان کے خیال سے وہ عربی بانڈہ چلے آئے۔ یہ مولوی نہیں تھے اور کافی جائیداد بنائی۔اِسی طرح کافی جائیداد میاں گان کو ہبۃً دے دی کہ طبیعت ایسی پائی تھی۔

دادی کا نام ریحانہ بی بی تھا۔۱۴ سال کی عمر میں ان کی شادی ہوئی۔2 یا ڈھائی سال بعد والد ماجد کی پیدائش ہوئی۔دادی کی والدہ بھی صائم الدہر تھیں۔رجب' شعبان اور رمضان تینوں مہینے بالالتزام اور جمعرات جمعہ کے روزے رکھتی تھیں۔دن رات ذکر واذکار میں گذرتے تھے۔ذکر کرتے ہوئے روح پرواز کر گئی تھی۔اکوڑہ خٹک میں حاجی معروف گل صاحب سے شادی کی صورت ایسی پیدا ہوئی کہ شریف اللہ خان کے دو سگے بھانجے میر افضل اور سید افضل اکوڑہ آتے جاتے رہتے تھے۔اور تمہارے پردادا میر آفتاب کے مقتدی تھے ان کے ذریعے سے تعارف ہوا' تمہارے دادا مرحوم کی یہ دوسری شادی تھی۔تمہارے والد حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کی ولادت محلہ باغبانان کے قدیم مکان میں ہوئی۔ جہاں اب ان کے چچازاد رہتے ہیں۔یہ مکان مشہور بزرگ حاجی سید مہربان علی شاہ کے گھر کے ساتھ متصل ہے' دیواریں ملی ہوئی ہیں۔مولانا امیر اللہ صاحب نے مزید فرمایا کہ حضرت شیخ الحدیث میرے ہم عمر ہیں۔ان کے ساتھ میں طلب علم کے لئے عمرزئی گیا اور وہاں وہ ایک مولوی صاحب سے منطق پڑھتے تھے اور رہائش مسجد زرین خان میں تھی۔ان کی قابلیت کی وجہ سے اُن کی بڑی عزت تھی۔کافیہ گوجرگڑھی میں پڑھا۔اُن کے والد مرحوم انہیں کسی حالت میں گھر نہیں آنے دیتے تاکہ طلب علم سے ایک منٹ بھی فرصت نہ ہو۔ اس خاندان کی جتنی معلومات ہوسکیں وہ بہ شکل شجرہ یہ ہیں۔ایک شجرہ دادھیال اکوڑہ خٹک کا ہے جبکہ دوسرا ننھیال مردان کا ہے۔(اضافہ جات از مرتب)

سال کو الوداع: 31 دسمبر: الوداع اے سال 1958ء

اے برق تو ذرا بھی تڑپی ٹھہر گی — یاں عمر کٹ چکی ہے اسی اضطراب میں

ع حسب حالے نہ نوشتیم و شدایا مے چند

شیخ الحدیثؒ کا دادھیالی شجرہ نسب

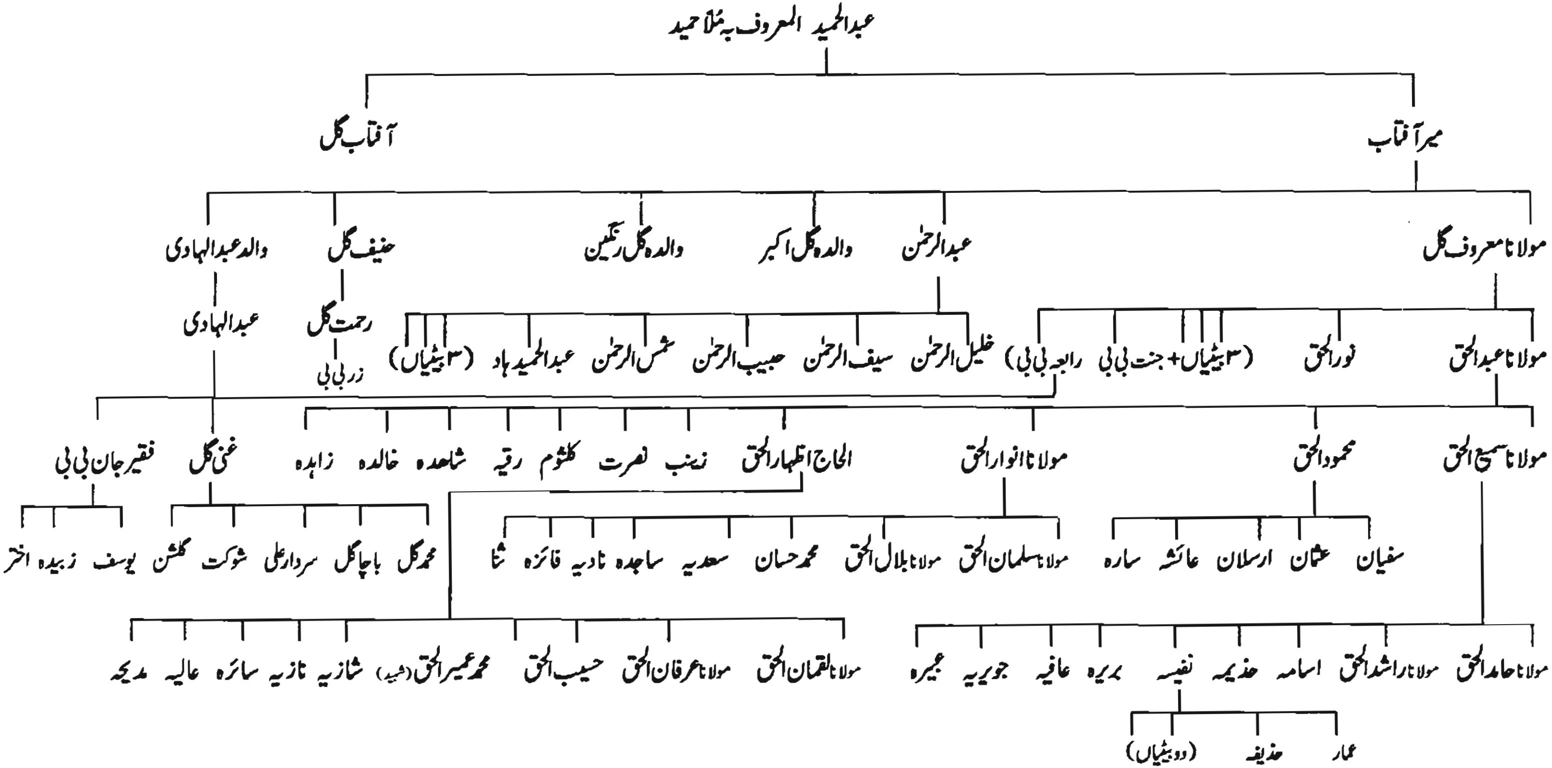

شیخ الحدیثؒ کا ننھیالی شجرہ نسب

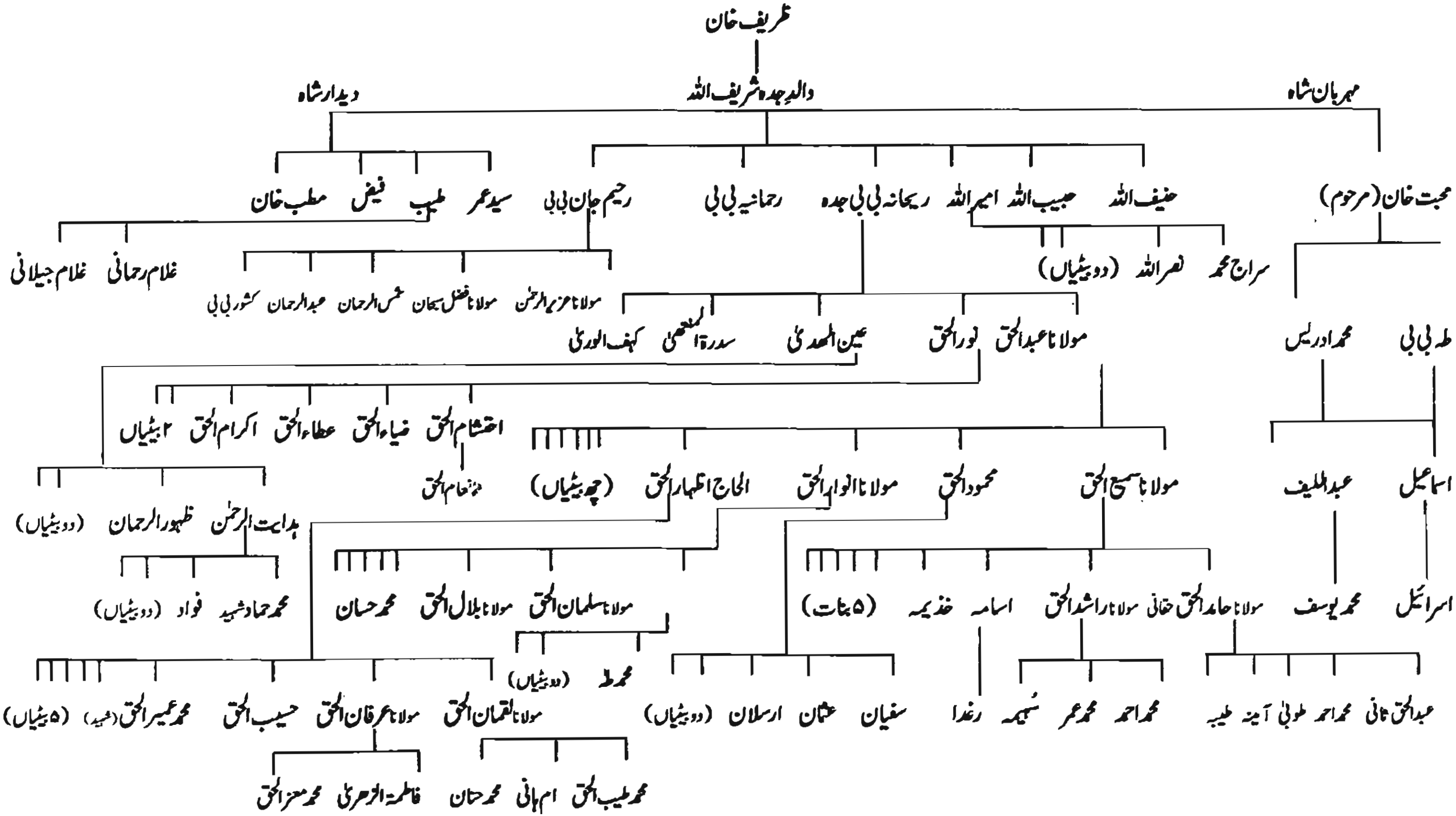

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

رقت قلبی، خشیت الٰہی اور یاد آخرت

(قرآن وسنت کی روشنی میں)

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم۔بسم اللہ الرحمن الرحیم

الم یأن للذین آمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ و مانزل من الحق ولا یکون کا الذین اوتوا الکتاب من قبل فطال علیھم الامدفقست قلوبھم و کثیر منھم فاسقون (سورۃ حدید۔۱۶)

ترجمہ: کیا ایمان والوں کے لئے اس بات کا وقت نہیں آیا کہ ان کے دل خدا کی نصیحت اور جو دین حق من جانب اللہ نازل ہوا اس کے سامنے جھک جائیں اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاویں جن کو ان سے قبل آسمانی کتاب ملی تھی (یعنی یہود و نصاریٰ) پھر اسی حالت میں ان پر دراز زمانہ گزرا (اور توبہ نہ کی) پھر ان کے دل خوب لادینی میں سخت ہو گئے۔اور بہت سے افراد ان میں آج کافر ہیں۔

وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ان رجلاًشکی النبی ﷺ قسوۃ قلبہ قال امسح رأس الیتیم واطعم المسکین (رواہ احمد)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جناب رسول ﷺ سے اپنے دل کی سختی کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کسی یتیم کے سر پر (شفقت کا) ہاتھ پھیر اور کسی مسکین کو کھانا کھلا۔

سخت دلی کا علاج: محترم حاضرین میں نے آپ کے سامنے سورۃ حدید کی آیت کریمہ اور حدیث پاک تلاوت کی۔جس میں انسان کی دل کی سختی کا تذکرہ اور علاج بتایا گیا ہے۔انسان کے بدن میں سب سے قیمتی ٹکڑا دل ہے اگر اس دل کی حرکت چند دن سیکنڈ کیلئے رک جائے انسان اس دار فانی سے رخصت ہو کر صرف ایک بے حس لاش کی حیثیت حاصل کر لیتا ہے اسکا تعلق آخرت سے ہے یوں سمجھ لیں انسانی بدن کے جتنے اعضاء ہیں ہاتھ، پیر، آنکھ، کان وغیرہ دنیاوی اعضاء ہیں مختلف دنیاوی امور میں استعمال ہوتے ہیں۔مگر حلال وحرام کی تمیز نہیں کر سکتے۔ہاتھ ہے تو اچھے اور حلال چیز اور کام کی طرف بھی بڑھتے ہیں اور برے اور حرام اشیاء کی طرف بھی۔ پاؤں کا استعمال مسجد اور دین کے کام کی طرف بھی ہو سکتا ہے اور سینما، جوا خانہ اور بدکاری کے اڈوں کیطرف بھی۔ آنکھ کی بھی یہی کیفیت ہے حلال اور جائز کا اہم ترین آلہ ہے۔اس سے انبیاء علماء، صلحاء، اتقیا، بزرگوں کی اقوال، قرآن مجید و حدیث، آذان وتکبیر کو حضرت انسان سنتا ہے۔مگر بدطینت لوگ اسی کان کو گانے بجانے، اوروں کی

غیبت کے سننے کیلئے استعمال کرتے ہیں۔

دل بہترین مفتی: لیکن یہ دل ہی ہے کہ اسکا تعلق رب ذوالجلال اور آخرت سے ہے۔ یہ انسان کا سب سے اعلیٰ اور مرکزی حیثیت حامل عضو صرف حق کو قبول کر کے غیر شرعی اور حرام کو ہرگز قبول نہیں کرتا آپ اگر کوئی نیکی اور اچھائی کا کام کرتے ہیں تو یہ فوراً اسے قبول کر کے سکون، خوشی اور اطمینان سے مالا مال ہو جاتا ہے اور اگر کوئی گناہ یا برائی کا ارادہ کرنے لگتا ہے تو دل اسے ناپسند کر کے منع کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اسلئے حدیث میں آتا ہے "استفت قلبك فان قلبك خير المفتى" کام کا ارادہ کرلو تو دل سے پوچھو کہ یہی بہترین مفتی ہے۔

کثرت معاصی، قساوت قلب: عرض یہ کر رہا تھا کہ دل سخت ہو جاتے ہیں گناہوں کیوجہ سے اور ان کو زنگ لگ جاتی ہے جسطرح لوہے کو زنگ لگ جاتی ہے قرآن مجید کے اس آیت میں اسطرف اشارہ ہے "کلا بل ران علی قلوبھم ماکانو ا یکسبون" ان کے یعنی کفاروں کے دلوں میں ان کے کفر کی وجہ سے زنگ لگ گیا ہے بنی اسرائیل پر جب پے درپے واقعات کا کچھ اثر نہ ہوا تو مالک الملک نے انکا تذکرہ اس طرح فرمایا۔

ثم قست قلوبکم من بعد ذالك فھی کا الحجارة اواشد قسوة وان من الحجارة لما یتفجر منه الا نھار وان منھا لما یشقق فیخرج منه الماء وان منھالما یھبط من خشیة الله وما الله بغافل عما تعملون (البقره ۷۴)

ترجمہ: ایسے سخت واقعات کے بعد تمہارے دل پھر سخت ہی رہے تو (یوں کہنا چاہیے کہ ان کی مثال پتھر کی سی ہے بلکہ سختی میں پتھر سے بھی زیادہ سخت اور بعض پتھر تو ایسے ہیں جن سے بڑی بڑی نہریں پھوٹ کر بہتی ہیں اور انہی پتھروں میں بعض ایسے ہیں کہ جو چیر ہو جاتے ہیں پھر ان سے (اگر زیادہ نہیں تو تھوڑا ہی) پانی نکل جاتا ہے اور انہی پتھروں میں بعض ایسے ہیں جو خدا کے خوف سے اوپر سے نیچے لڑھک آتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں۔

دل کی سختی عذاب الٰہی: معزز سامعین قساوۃ قلب کو اگر اللہ کی طرف عذاب کہیں تو بھی مضائقہ نہیں ورنہ سزا تو ہے ہی۔ اور اس سے بڑھ کر نحوست کیا ہو سکتی ہے اسکے مقابلہ میں دل کی نرمی، شفقت ومحبت اللہ کی طرف سے نعمت اور بہت بڑا عطیہ ہے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے۔

نرمی ومہربانی، احسان الٰہی: وعن عائشه رضی الله عنھا عن النبی ﷺ قال ان الله رفیق یحب الرفق یعطی علی الرفق مالا یعطی علی العنف وما لایعطی علی ماسو اہ روا مسلم و فی روایۃٌ قال لعائشه علیك باالرفق وایاك والعنف والفحش ان الرفق لا یکون فی شئ الا زانهٗ ولا ینزع فی شئی الا شانهٗ

ترجمہ: حضرت عائشہؓ روایت فرما رہی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نرمی فرمانے والے اور نرمی کو

پسند کرنے والے ہیں نرمی پر وہ کچھ دیتا ہے جو سختی پر نہیں دیتا اور اسکے علاوہ اور کسی (چیز) پر نہیں دیتا ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ سے فرمایا نرمی اختیار کرو سختی اور فحش کلامی سے بچو کیونکہ نرمی شے کو حسین بنا دیتی ہے اور سختی شے کو عیب دار بنا دیتی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نرمی، مہربانی اور آسانی کو پسند فرماتے ہیں اور بدلے میں وہ اجر وثواب دیتا ہے جو کسی اور شے پر نہیں دیتا ایک جگہ آپ ﷺ نے نرمی اور رفق کے بارہ میں فرمایا

وعن جریر عن النبی صلی الله علیه وسلم قال من یحرم الرفق یحرم الخیر (مسلم)

ترجمہ: حضرت جریرؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص نرمی سے محروم کر دیا گیا وہ خیر سے ہی محروم کر دیا گیا جب انسان کا دل سخت اور بے رحم ہو جاتا ہے اسپر وعظ و نصیحت، تعلیم و تذکیر، واعظ کا بیان و تقریر کچھ اثر نہیں کرتا چنانچہ گناہوں کے سبب ایسا ہوتا ہے۔

گناہ کا اثر، دل پر سیاہ داغ: کتابوں میں لکھا ہے کہ جب بندہ گناہوں کا کام کرتا ہے۔ تو دل پر سیاہ داغ بن جاتا ہے جو کہ نکتہ کی شکل میں ہوتا ہے اب اگر مومن توبہ کرے تو وہ گناہ دھل جاتا ہے اور اگر توبہ نہ کرے دوبارہ گناہ کرے تو دوسرا سیاہ داغ دل پر بن کر مسلسل گناہوں سے پورے دل پر گناہوں کی وجہ سے سیاہ خول بن کر پورا دل تاریکی میں ڈوب جاتا ہے۔ یہی خلاصہ ہے اس آیت کریمہ کا "کلا بل ران علی قلوبهم ما کانوا یکسبون"

بدن کی درستگی کا دارومدار: اور اسکی نشاندہی سرکار دو عالم نے اس ارشاد گرامی میں بھی فرمائی۔

الا ان فی الجسد لمضغة اذا صلحت صلح الجسد کله واذا فسدت فسد الجسد کله الاوهی القلب

ترجمہ: یعنی انسان کے بدن میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے، اگر وہ صحیح نہیں تو پورا بدن ہی فاسد ہے اگر وہ درست ہے تو پورا بدن درست ہوگا آپ نے فرمایا "الا وهی القلب" یعنی وہ گوشت کا لوتھڑا انسان کا دل ہے جسمیں رب العزت سکونت پذیر ہوتا ہے آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے "لا یسعنی ارضی ولا سماء ی ولکن یسعنی قلب مومن" ترجمہ: زمین و آسمان میں میں سما نہیں سکتا جبکہ مومن کے دل میں آسکتا ہوں مطلب یہ کہ اللہ کی کبریائی اور بڑائی ماسوائے مومن کے دل کے کسی اور چیز میں نہیں آسکتی ابھی کچھ دیر قبل آپ حضرات کو گناہوں کے برے تاثیر کا ذکر کر چکا ہوں جسکے بارہ میں حضور ﷺ کا فرمان ہے۔

عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه عن قال رسول الله ﷺ ان العبد اذا اخطأ خطیئة نکتت فی قلبه نکتة سوداء فاذا نزع واستغفر الله و تاب صقل قلبه فان عاد زید فیها حتی تعلواعلی قلبه وهو (الران) الذی ذکر الله فی کتابه کلا بل ران علی قلوبهم ما کانو ایکسبون (ترمذی قرطبی)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ حضور اکرم ﷺ کے روایت کر رہے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ مومن جب گناہ کرتا ہے

تو اسکے دل پر ایک سیاہ نکتہ پیدا ہو جاتا ہے پھر اگر وہ توبہ کر لیتا ہے ڈر جاتا ہے اللہ کی مغفرت طلب کر لیتا ہے تو دل سے گناہ کا نکتہ دور ہو جاتا ہے لیکن اگر وہ گناہ میں زیادتی کرتا ہے تو وہ نکتہ بڑھ کر یہاں تک کہ دل کو گھیر کر اسپر چھا جاتا ہے یہ وہی ''ران'' ہے جس کا ذکر اس آیت میں ہے اور یہ زنگ پے در پے گناہوں کا ارتکاب کرنے ہی کا نتیجہ ہے۔ بہرحال قلوب کو زنگ لگ جاتا ہے لیکن اس کا علاج بھی آنحضرت ﷺ نے بتا دیا کاش ہم اسپر عمل کر کے اپنے آپ کو بدلیں۔

موت کی یاد: معزز دوستو جیسے کہ آپ نے خطبہ کے ابتداء میں دل کو نرم کرنے کیلئے حضور اکرم ﷺ نے یتیم کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرنے کا نسخہ بیان فرمایا اسی طرح قلوب کو اسلامی احکامات اور اعمال کی طرف متوجہ کرنے کا ایک اور نبوی نسخہ بتا دیا اور وہ ہے کبھی کبھی موت کی یاد اور تذکرہ بھی ہے۔ اللہ جل جلالہٗ کی عظمت وجلال کا معلوم کرنا بھی ہے اس کی تشریح مرشد اعظم کے طویل حدیث میں موجود ہے۔ جسکا ذکر کرنا میرے اور آپ کے عبرت اور سبق حاصل کرنے کے لئے کافی ہے۔

حضرت ابو سعید خدریؓ حضور ﷺ کا یہ واقعہ ذکر کر رہے ہیں ایک بار آنحضرت ﷺ حسب معمول نماز کیلئے باہر تشریف لائے لوگوں کو دیکھا وہ کسی بات پر ہنس رہے تھے آپ نے یہ دیکھ کر فرمایا اگر تم لذتوں کو مٹانے والی چیز کا تذکرہ کرتے تو وہ تمہیں اس سے روک دیتا (یعنی ہنسی اور لاپرواہی) لذتوں کو مٹانے والی موت کا تذکرہ کیا کرو۔ اسلئے کہ قبر پر کوئی ایسا دن نہیں گزرتا کہ وہ آوازیں دے کر اسطرح نہ کہتی ہو'' میں غربت کا گھر ہوں میں تنہائی کا گھر ہوں میں کیڑوں اور سانپوں کا گھر ہوں۔ جب مومن بندہ دفن کر دیا جاتا ہے تو قبر مرحبا اھلا وسھلا کہہ کر اس کا استقبال کرتی ہے اور کہتی ہے کہ تو اپنے گھر میں آیا ہے اور جو لوگ میرے پشت پر چلتے ہیں ان میں تو مجھے پیارا تھا اب جب میں تیری ذمہ دار بنی اور تو میرے ہاں آیا تو اپنے ساتھ سلوک دیکھ لوگے۔ پھر وہ قبر حد نگاہ تک وسیع ہو جائے گی اور اس خوش قسمت بندہ کیلئے جنت کی طرف ایک کھڑکی کھول دی جائیگی۔ جس سے وہ جنت کی نعمتوں کا دیدار کر کے سکون وراحت محسوس کریگا۔ اسکے مقابلہ میں جب ایک فاجر و فاسق اور کافر انسان قبر میں دفن کیا جائے گا۔ تو قبر اسے کہے گی تمہیں کوئی مرحبا اور خوش آمدید نہیں تو میرے پشت پر چلنے والوں میں مجھے سب سے زیادہ مبغوض تھا۔ اب جب میں تیری ذمہ دار بنی ہوں اور تو میری طرف لوٹ کر آیا ہے تو تو اپنے ساتھ میرا معاملہ دیکھ لوگے۔ پھر وہ قبر سکڑ کر تنگ ہو جائے گی یہاں تک کہ مردہ کے بدن کی ایک طرف کی پسلیاں دوسرے طرف کی پسلیوں میں مدغم ہو جائیگی یہ ذکر کرتے ہوئے آنحضرت نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کے انگلیوں میں داخل کر کے اشارہ فرمایا اور اس پر 70 اژدھے مسلط کر دیئے جائیں گے وہ ایسے سانپ ہونگیں کہ اگر ان میں سے ایک اژدھا بھی قبر سے سر نکال کر روئے زمین پر پھونک مارے تو رہتی دنیا تک زمین پر گھاس و

فصل وغیرہ کا نام ونشان مٹ کر آئندہ کچھ نہ اُگے گا وہ سانپ اسے کاٹتے اور نوچتے رہیں گے یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گھڑوں میں سے ایک گڑھا ہے۔اگر ہم اور آپ اس حدیث پر غور کریں اور اس سے عبرت حاصل کرلیں جس سے دل زندہ ہو کر نرم ہو جائیں تو آخرت کی رغبت ہو کر دنیا کی طرف جھکاؤ ختم ہو جائے گا۔

فضیل بن عیاض کا واقعہ: محترم دوستو فضیل ابن عیاض جسکا واقعہ ہمارے لئے عبرت کا بہت بڑا سامان مہیا کرتا ہے۔توبہ کرنے سے پہلے بہت بڑے ڈاکو تھے ایک عورت جو کہ لونڈی تھی پر عاشق تھے ایک دن وہ اسکی گھر کی دیوار کو پھلانگ رہے تھے کہ ایک ہاتف غیب سے جو آیت ابتداء میں ذکر کی تلاوت سنی یعنی الم یان للذین آمنو ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ الآیۃ (ترجمہ) کیا ایمان والوں کیلئے (اب بھی) اس بات کا وقت نہیں آیا کہ ان کے دل خدا کی نصیحت کی طرف جھک جائیں آپ نے کہا کیوں نہیں وہ وقت آگیا ہے پھر اسی وقت توبہ کر کے عبادت وریاضت میں مشغول ہو کہ بہت بڑے ولی اللہ بن گئے۔

جاہ جلال کے خواہش مند: حضرت امام سفیان بن عیینہ جو امام ابوحنیفہؒ کے چہیتے شاگرد ہیں آپ کو دیکھ کر ہاتھوں کو بوسہ دیتے تھے اس مقام پر پہنچے تھے دوسرے طرف ہم لوگ ہیں کہ دنیا کی لذتوں میں ھمہ تن منہمک ہیں پوری توجہ دنیا کمانے،سونا چاندی کا ڈھیر لگانے،بینک بیلنس بڑھانے،عزت،منصب اور جاہ وجلال کے خواہش مند ہیں قبر،حشر،حساب کتاب،اعمال صالحہ،پل صراط کی باریکی سے سب غافل ہیں کسی کو ذکر اللہ اور عبادت کی فرصت نہیں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا وقت کسی کے پاس نہیں۔دھوکہ اور فریب میں زندگی گزار دی ہے۔مجالس ذکر،وعظ و نصیحت تبلیغی جماعت سے کوسوں دور بھاگ رہے ہیں دنیا تو چند روزہ اور فانی شے ہے۔اسکی رونق،شادی،پھل پھول،کھیل تماشے،اقتدار ومنصب کی لالچ سب جلدی ختم ہونے والے ہیں آپ لوگ دیکھ رہے ہیں۔

کل کا وزیر آج کا اسیر: کل جو مطلق العنان حکمران تھے آج جیل میں پابند سلاسل ہیں۔کل کا وزیر اعظم آج کا مجرم اعظم ہے یہ سب دوڑ دھوپ اس حقیر لاشئی دنیا کمانے کی خاطر کیا جا رہا ہے حالانکہ رب العزت کے ہاں دنیا کی کوئی حیثیت نہیں یہ مچھر کا پر اور دھوکے کا گھر ہے۔

دنیا کی مثال: ایک دفعہ آپ ﷺ کا کسی مکان پر گزر ہوا جہاں گندگی کے ڈھیر پر بکری کا مردہ،کان کٹا بچہ پڑا ہوا تھا دیکھ کر فرمایا عن جابر ان رسول ﷺ مر بجدی اسک میتۃ قال ایکم یحب ان ھذا لہ بدرھم فقالو ما نحب انہ لنا بشیء قال فو اللہ للدنیا اھون علی اللہ من ھذا علیکم (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول ﷺ کا ایک دفعہ گزر بھیڑ کے ایک کان کٹے مردہ بچے

کے پاس سے ہوا تو آپ نے فرمایا کون شخص اسے ایک درہم میں لینا پسند کرتا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا ہم تو اسے کسی چیز کے عوض بھی پسند نہیں کرتے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم جتنا یہ (مردہ اور بے کار بچہ) تمہارے نزدیک حقیر ہے اس سے کہیں زیادہ دنیا اللہ کے نزدیک غیر پائیدار اور حقیر ہے۔

مغرب کی تقلید: اس حقیر اور رزیل دنیا کی خاطر مسلمان ایک دوسرے کا خون بہانا اپنا اہم فریضہ سمجھتے ہیں چوری، ڈکیتی، اغواء برائے تاوان ہمارا معمول بن گیا ہے وجہ صرف یہی ہے کہ ہم نے آخرت کو بھول کر دنیا کو سب کچھ جانا۔ اسلام اور اسکے سنہرے تعلیمات کو ہم نے پس پشت ڈالکر مغرب کے بے ہنگم، مادر پدر آزاد تہذیب اور ثقافت کو اپنا متاع عزیز سمجھ لیا ہے جس نے مسلمانوں کے اندر گناہوں، لاپرواہی اور غفلت کا بیج بو کر مسلم لمۃ کو گناہوں کی بندگلی میں پھنسا دیا ہے۔ ہم تو اس حد تک گمراہی کے سرحدات کو چھورہے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی دعا اگر قبول نہ ہوتی من حیث القوم یہود و نصاری کی طرح فقلنا لهم کو نوا قردة خاسئين کا مصداق بن جاتے۔ جوحشر کہ ان اقوام کی انسانیت سے ذلیل بندر بن کر ہوا۔ ان نام کے مسلمانوں کا وہی انجام ہوتا۔

نفسانی خواہشات اور آخرت کی تیاری: محترم سامعین اس پورے تقریر پر عمل اور حضور ﷺ کے اس جامع ارشاد پر غور وفکر کیا جائے تو ہماری حالت بدل سکتی ہے عن جابر قال قال رسول الله ﷺ ان اخوف ما اتخوف علی امتی الهوىٰ وطول الا مل فاما الهوى فيصد عن الحق و ما طول الا مل فينسى الاخرة وهذه الدنيا مرتحلة ذاهبة وهذه الا خرة مرتحلة قادمة ولكل واحد منهما بنون فان استطعتم ان لا تكون من بنى الدنيا فافعلو فانكم اليوم فى دارلعمل ولا حساب وانتم غداً فى والاخرة ولا عمل (رواه البيهقى)

آنحضرت ﷺ نے ایک بار صحابہ سے ارشاد فرمایا کہ مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ خطرہ خواہشات نفسانیہ اور لمبی لمبی امیدوں کا ہے خواہشات حق سے روکتی ہے اور طویل امیدیں آخرت کو بھلاتی ہیں اور یہ دنیا کوچ کرنے والی اور ختم ہونے والی ہے اور یہ آخرت کوچ کر کے آنے والی ہے۔ ان میں سے ہرایک کے کچھ بیٹے ہیں اور اگر تم سے ہو سکے تو دنیا کے بیٹے نہ بنو کیونکہ آج تم درالعمل میں ہو جہاں حساب نہیں اور کل مرنے کے بعد تم آخرت کے گھر میں ہو گے جہاں حساب ہوگا آپ حضرات ہمیشہ کیلئے قرآن کے روشنی میں سنتے جارہے ہیں کہ اس دارالعمل (یعنی دنیا) میں جو کچھ عمل کیا وہ روز قیامت اللہ کے حضور پیش کیا جائے گا۔ خواہ وہ عمل ذرہ برابر کیوں نہ ہو ہمیں اپنے روزانہ کے معمولات سے کچھ وقت خلوت میں نکال کر اپنے اعمال کا محاسبہ کرنا ہوگا جہاں اصلاح کی ضرورت ہو درستگی کرنی ہوگی اپنی خامیوں کے لئے رب العالمین کے آگے نادم وشرمسار ہو کر اگلے وقت کیلئے توبہ کرنا لازمی ہے۔ رب العزت ہم سب کی قلبی قساوۃ کو دور فرما کر ہمیں راہ حق پر چلنے کی توفیق سے نوازیں۔

مولانا نور محمد ثاقب*

علم اُصول حدیث میں علماء احناف کی تصنیفی خدمات

(قسط ٦)

مقالہ نگار مولانا نور محمد ثاقب دارالعلوم حقانیہ کے قابل فخر فرزند اور جید فضلا میں سے ہیں' خداداد صلاحیتوں کی بناء پر امارت اسلامیہ افغانستان کے چیف جسٹس کے منصب پر فائز رہے' طالبان دور حکومت میں علامہ اقبال کے فرزند جناب جسٹس جاوید اقبال صاحب افغانستان کے دورہ پر گئے ان سے ملاقاتیں رہیں' وہاں کے نظام عدالت اور فقہ حنفی کی گہرائی اور جامعیت پر بحث وتمحیص اوران کی کارکردگی سے اتنے متاثر ہوئے کہ کابل سے واپسی پر ناچیز سے ملنے میری رہائش گاہ تشریف لائے۔ میری خواہش پر انہوں نے دارالعلوم کے وسیع ہال ایوان شریعت میں اپنا تاثراتی خطاب فرمایا اور جناب ثاقب صاحب کا زبردست انداز میں ذکر کیا۔ خطاب اس وقت الحق میں چھپ چکا تھا بعد میں انہوں نے اپنے سفرنامہ میں بھی ان کا ذکر کیا۔ امید ہے ان کا تحقیقی مضمون علمی حلقوں کے لئے دلچسپی کا باعث ہوگا۔ { (مولانا) سمیع الحق }

بندہ نے اُصولِ حدیث کے سلسلۂ مضامین کی پچھلی قسطوں میں اُصولِ حدیث (جسے علوم الحدیث، مصطلح الحدیث اورعلم درایۃ الحدیث بھی کہتے ہیں) میں علماء احناف کی دوسو پچاس (۲۵۰) کتابوں کا تذکرہ کیا تھا۔ اَب اِس علم میں علماء احناف کی دیگر کتابیں (اُن کے مصنّفین کی تواریخ وفات کی ترتیب پر) ذکر کی جاتی ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

۲۵۱. " كتاب السُنّة " تاليف الشّيخ المحدّث الفقيه أبى عبدالله الحَكَم بن معبد بن أحمد بن عُبيد بن عبدالله بن الأعجم بن اسد بن أسيد الخزاعى الحنفى، من أهل اصبهان، المتوفّى سنة ۲۹۵ھ

۲۵۲. " صحيح الآثار " تاليف الامام المحدّث الفقيه أبى جعفرأحمد بن محمّد بن سلامة الأزدى الطّحاوى الحنفى، المتوفّى سنة ۳۲۱ھ

(یہ کتاب ''مکتبہ پاتنا'' میں محفوظ ہے چنانچہ بروکلمان نے اِس کا تذکرہ کیا ہے)

۲۵۳. " الكتاب الكبيرفى أسماء الرّجال " تاليف الامام المحدّث الفقيه ابى جعفرأحمد بن محمّد بن سلامة الأزدى الطّحاوى الحنفى، المتوفّى سنة ۳۲۱ھ

(یہ اہلِ علم حضرات کے نزدیک انتہائی قابلِ تعریف کتاب ہے، بہت سے محدّثین کرام کی کتب میں اِس پر حوالے

---

* سابق چیف جسٹس سپریم کورٹ آف افغانستان' وسابق رئیس دارالافتاء المرکزیہ افغانستان)

دیئے گئے ہیں جو کہ اِس فن میں مولف رحمہ اللہ کی علمی گہرائی پر زبردست دلیل ہے)

۲۵۴. " الردّ علی أبی عبید فیما أخطأ فیه فی کتاب النّسب " تالیف الامام المحدّث الفقیه أبی جعفر أحمد بن محمّد بن سلامة الأزدی الطّحاوی الحنفی، المتوفّی سنة ۳۲۱ھ

۲۵۵. " المتّفق والمفترق " تالیف الشّیخ المحدّث الحافظ أبی بکر محمّد بن عبدالله بن محمّد بن زکریّا بن الحسن الجوزقی النّیسابوری الشّیبانی الحنفی، المولود سنة ۳۰۰ھ وقیل ۳۰۸ھ، المتوفّی سنة ۳۸۸ھ

۲۵۶. " ذِکرُ مَن رَوَی عنه الامام أبو حنیفة " تالیف الشّیخ الحسن بن محمّد بن خسرو البلخی الحنفی، المتوفّی سنة ۵۲۲ھ

۲۵۷. " تلخیص مشکل الآثار للطّحاوی " تالیف الشّیخ الفقیه قاضی القضاة أبی سعد المطهّر بن الحُسین بن سعد بن علیّ بن بندار الیَزدی الحنفی، المتوفّی بِقوص سنة ۵۹۱ھ

۲۵۸. " استنباط المَعِین من العِلَل والتّاریخ لِابن مَعِین " تالیف المحدّث الفقیه الحافظ ضیاء الدّین أبی حفص عمر بن بدر بن سعید الموصلی الحنفی، المولود بِالموصل سنة ۵۵۷ھ، المتوفّی بِدمشق سنة ۶۲۲ھ

۲۵۹. " مشارق الأنوار النّبویّة من صحاح الأخبار المصطفویّة " تالیف الشّیخ الامام المحدّث الفقیه اللّغوی أبی الفضائل رضیّ الدّین الحسن بن محمّد بن الحسن بن حیدر بن علیّ بن اسمٰعیل القرشیّ العَدَوی العُمری الصّغانی، الحنفی، المولود بِمدینة لاهور سنة ۵۷۷ھ، المتوفّی ببغداد سنة ۶۵۰ھ

(مصنف رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ یہ کتاب مجھے بے حد محبوب ہے، میں اِس سے روشنی اور فیض حاصل کرتا ہوں اور عقل بھی اِسی کو مقتضی ہے۔ مزید فرمایا ہے کہ یہ کتاب میرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان صحت و متانت کے لحاظ سے میرے لئے حُجت ہے)

۲۶۰. " کشف الحجاب عن أحادیث الشّهاب " تالیف الشّیخ الامام المحدّث الفقیه اللّغوی أبی الفضائل رضیّ الدّین الحسن بن محمّد بن الحسن بن حیدر بن علیّ بن اسمٰعیل القرشیّ العَدَوی العُمری الصّغانی، الحنفی، المولود بِمدینة لاهور سنة ۵۷۷ھ، المتوفّی بِبغداد سنة ۶۵۰ھ

(" شهاب الأخبار " قاضی ابو عبداللہ محمد بن سلامہ بن جعفر القضاعی (المتوفّی ۴۵۴ھ) کی تالیف ہے اور امام رضی الدّین الحسن بن محمد الصّغانی الحنفی نے اِس کتاب کی اصلاح کی ہے اور اِس میں صحیح، ضعیف اور مرسل وغیرہ

احادیث کی نشاندہی فرمائی ہے اور پھر اِس کتاب کا نام " كشف الحجاب عن أحاديث الشّهاب " رکھ دیا)

۲۶۱. " مرآة الزّمان فی وفیّات الفضلاء والأعیان " (فی أربعین مجلّدًا) تالیف الشّیخ الحافظ المحدّث الفقیه المؤرّخ شمس الدّین أبی المظفّر یوسف بن قزاوغلی بن عبدالله التّرکی ثمّ البغدادی، نزیل دمشق، الحنفی، المعروف بِسِبْطِ ابن الجوزی، المولود سنة ۵۸۱ھ، المتوفّٰی بِدمشق لیلة الحادی والعشرین من ذی الحجّة سنة ۶۵۴ھ

(یہ بہت بڑی کتاب ہے، مشہور مورّخ ابن خلکان نے لکھا ہے کہ میں نے یہ کتاب دمشق میں بخطِ مولف چالیس جلدوں میں دیکھ لی ہے)

۲۶۲. " الأربعون البُلدانیّة فی الحدیث " تالیف الشّیخ المحدّث قطب الدّین عبدالکریم بن عبدالنّور الحلبی الحنفی، المتوفّٰی سنة ۷۳۵ھ

۲۶۳. " الأربعون البُلدانیّة فی الحدیث " تالیف الشّیخ المحدّث الحافظ شرف الدّین أبی محمّدعبدالله بن محمّد بن ابراهیم الدّمشقی الحنفی، المعروف بِالوانی، المتوفّٰی بِدمشق سنة ۷۴۹ھ

(مؤلف رحمہ اللہ نے اِس کتاب میں ایسی چالیس احادیث جمع کی ہیں جو اُنہوں نے اپنے اُن چالیس شیوخ سے حاصل کی ہیں جو چالیس شہروں میں سے تھے اور یہ احادیث چالیس صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں)

۲۶۴. " الدّرر المنیفة فی الرّدعلی ابن أبی شیبة عن أبی حنیفة " تالیف الشّیخ الامام العلّامة مُحیّ الدّین أبی محمّد عبدالقادر بن محمّد بن محمّد بن نصرالله بن سالم القرشی المصری الحنفی، المولود سنة ۶۹۶ھ، المتوفّٰی سنة ۷۷۵ھ

۲۶۵. " مبارق الأزهار فی شرح مشارق الأنوار فی صحیح الأخبار " تالیف الشّیخ المحدّث الفقیه الأصولی عبداللّطیف بن عبدالعزیز بن أمین الدّین الرّومی الحنفی، المعروف بِابن الملَک، المتوفّٰی سنة ۸۰۱ھ

۲۶۶. " المعتصر من المختصر من مشکل الآثار للطّحاوی " (فی المجلّدین) تالیف الشّیخ الفقیه القاضی أبی المحاسن جمال الدّین یوسف بن موسی بن محمّد بن أحمد الملطی الحنفی، المولود سنة ۷۲۶ھ، المتوفّٰی بِالقاهرة ۸۳۰ھ

(یہ کتاب مطبعہ " عالم الکتب " بیروت سے طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے، جو کہ دو جلدوں میں ہے)

۲۶۷. " المنهل الصّافی والمستوفی بعدالوافی " (فی تراجم الأعیان) تالیف الشّیخ المؤرّخ الأمیرالکبیرجمال الدّین أبی المحاسن یوسف بن تغری بردی بن عبدالله القاهری الحنفی

(ویقال له الظّاهری لأنّ أباه کان من ممالیک الظّاهر برقوق ومن أمراء جیشه) المولود بالقاهرة فی شوّال سنة۸۱۳ھ، المتوفّی بها فی الخامس من ذی الحجّة سنة۸۷۴ھ

(یہ کتاب تین جلدوں میں بڑی اور مفصّل کتاب ہے، جس میں رجالِ أعیان کے بہت سے تراجم بیان ہوئے ہیں، پھر مصنّف رحمہ اللہ نے خود ہی اِس کا اختصار کیا ہے جو کہ ایک مختصر جلد میں آچکا ہے اور اُسے " الدّلیل الشّافی علی المنهل الصّافی" کے نام سے مسمّٰی کیا ہے، البتہ مصنّف رحمہ اللہ نے خود ہی فرمایا ہے کہ اِس ''مختصر'' میں رجالِ أعیان میں سے ایک شخص بھی کم نہیں ہوا ہے، صرف اُن کے تراجم کی تفصیل کا اختصار ہوا ہے)

۲۶۸. " عوالی أحادیث الطّحاوی" تالیف الامام المحدّث الحافظ زین الدّین أبی العدل قاسم بن قُطلوبُغا الجَمالی المصری الحنفی، المولود سنة ۸۰۲ھ، المتوفّی سنة۸۷۹ھ

۲۶۹. " عوالی أحادیث لیث بن سَعد" تالیف الامام المحدّث الحافظ زین الدّین أبی العدل قاسم بن قُطلوبُغا الجَمالی المصری الحنفی، المولود سنة ۸۰۲ھ، المتوفّی سنة۸۷۹ھ

۲۷۰. " عوالی أحادیث القاضی بکار" تالیف الامام المحدّث الحافظ زین الدّین أبی العدل قاسم بن قُطلوبُغا الجَمالی المصری الحنفی، المولود سنة ۸۰۲ھ، المتوفّی سنة۸۷۹ھ

۲۷۱. " الاهتمام الکُلّی بِإصلاح ثقات العِجلی" تالیف الامام المحدّث الحافظ زین الدّین أبی العدل قاسم بن قُطلوبُغا الجَمالی المصری الحنفی، المولود سنة ۸۰۲ھ، المتوفّی سنة۸۷۹ھ

۲۷۲. " ترتیب ' الارشاد فی معرفة المحدِّثین' لِأبی یَعلی القزوینی" تالیف الامام المحدّث الحافظ زین الدّین أبی العدل قاسم بن قُطلوبُغا الجَمالی المصری الحنفی، المولود سنة ۸۰۲ھ، المتوفّی سنة۸۷۹ھ

۲۷۳. " کتاب الأفعال فی رُواة الحدیث" تالیف الشّیخ أبی العبّاس أحمد بن عبدالقادر بن ظریف الحنفی، المعروف بِابن ظریف، المتوفّی سنة۸۸۳ھ

۲۷۴. " المنظوم و المنثور فی الحدیث" تالیف الشّیخ الفاضل أبی الحُسین عفیف بن محمّد بن عبدالحافظ بن أحمد النّابلسی الخطیب الحنفی، المتوفّی فی حدود سنة ۱۰۰۰ھ

۲۷۵. " أرجوزة فی الحدیث " تالیف الشّیخ المحدّث الفقیه صنع الله بن صنع الله الحلبی ثمّ المکّی الحنفی، المتوفّی سنة ۱۱۲۰ھ

۲۷۶. " البدر المنیر فی صحابة البشیر النّذیر" تالیف الشّیخ المحدّث الفاضل محمّد قائم بن صالح السِّندی الحنفی القادری، کان حیًّا قبل سنة ۱۱۴۵ھ

(اِس کتاب کا قلمی نسخہ قاہرہ کے کتب خانہ "دارالکتب المصریۃ" میں موجود ہے)

۲۷۷. " المطرب المعرب، الجامع لِأسانيد أهل المشرق والمغرب " تاليف الشّيخ المحدّث الحافظ عبد القادر بن خليل بن عبدالله الرّوميّ الأصل، المدنى خطيب المنبرالنّبوى، الحنفى، المعروف بِكَدَك زاده، المولود بِالمدينة المنوّرة سنة ۱۱۴۰ هـ، المتوفّى بنابلس سنة ۱۱۸۹ هـ

۲۷۸. " رفع الكَلَل عن العِلَل" تاليف الامام الحافظ المحدّث الفقيه اللّغوى أبى الفيض السيّد محمّد مرتضى الحسنى الزّبيدى اليمنى ثمّ المصرى، الحنفى، المولود بِالهند فى بلدة بِلجرام سنة ۱۱۴۵ هـ، المتوفّى بِمصرسنة ۱۲۰۵ هـ

۲۷۹. " حلاوة الفانيد فى إرسال حلاوة الأسانيد " تاليف الامام الحافظ المحدّث الفقيه اللّغوى أبى الفيض السيّد محمّد مرتضى الحسنى الزّبيدى اليمنى ثمّ المصرى، الحنفى، المولود بِالهند فى بلدة بِلجُرام سنة ۱۱۴۵ هـ، المتوفّى بِمصرسنة ۱۲۰۵ هـ

۲۸۰. " العَروس المَجْلِيّة فى طُرُق حديث الأوّليّة " تاليف الامام الحافظ المحدّث الفقيه اللّغوى أبى الفيض السيّد محمّد مرتضى الحسنى الزّبيدى اليمنى ثمّ المصرى، الحنفى، المولود بِالهند فى بلدة بِلجُرام سنة ۱۱۴۵ هـ، المتوفّى بِمصرسنة ۱۲۰۵ هـ

۲۸۱. " عِقد الجوهرالثّمين فى الحديث المسلسل بِالمحمّدِين " تاليف الامام الحافظ المحدّث الفقيه اللّغوى أبى الفيض السيّد محمّد مرتضى الحسنى الزّبيدى اليمنى ثمّ المصرى، الحنفى، المولود بِالهند فى بلدة بِلجُرام سنة ۱۱۴۵ هـ، المتوفّى بِمصرسنة ۱۲۰۵ هـ

۲۸۲. " التحبيرفى الحديث المسلسل بِالتّكبير " تاليف الامام الحافظ المحدّث الفقيه اللّغوى أبى الفيض السيّد محمّد مرتضى الحسنى الزّبيدى اليمنى ثمّ المصرى، الحنفى، المولود بِالهند فى بلدة بِلجُرام سنة ۱۱۴۵ هـ، المتوفّى بِمصرسنة ۱۲۰۵ هـ

۲۸۳. " اليانع الجَنى فى أسانيد الشّيخ عبدالغنى " تاليف الشّيخ الفاضل محمّد بن يحيى الشّهيربالمحسن، التّيمى ثمّ البَكرى، التِرهَتى ثمّ الفريبى، تلميذ العلّامة فضل حق بن فضل إمام الخيرآبادى، فَرَغ من تاليفه بِالمدينة المنوّرة لِإحدى عشرة ليلة بَقِيَت من رجب سنة ۱۲۸۰ هـ

(یہ کتاب ہندوستان میں " كشف الأستارعن رجال معانى الآثار " کے حاشیہ پر طبع ہوکر شائع ہوئی ہے)

۲۸۴. " المنظومة العَلِيّة فى الأخبارالنّبويّة " تاليف الشّيخ القاضى مصطفى بن محمّد الألبستانى الرّومى الحنفى، المتخلّص بِكامل، المعروف بِابن يمليخا ، المتوفّى سنة ۱۲۹۴ هـ

۲۸۵. " كشف الالتباس فى ما أورده البخارى علىٰ بعض النّاس" تاليف الشّيخ الفقيه الأصولى عبدالغنى بن طالب بن حمادة بن ابراهيم بن سليمان الغُنَيمى الدّمشقى الحنفى، الشّهير بالميدانى، المولود بدمشق سنة ۱۲۲۲ھ، المتوفّٰى بدمشق سنة ۱۲۹۸ھ

(یہ کتاب "مکتب المطبوعات الاسلامیۃ" کے مطبعہ سے طبع ہوکر شائع ہوئی ہے)

۲۸۶. " التّحفة المرضيّة فى الأخبار القُدسيّة والأحاديث النّبويّة " تاليف الشّيخ الفاضل عبدالمجيد بن على العدوى المصرى الحنفى، خَدَمَ المقام الزّينبى، المتوفّٰى سنة ۱۳۰۳ھ

(یہ کتاب مصر سے طبع ہوکر شائع ہوئی ہے)

۲۸۷. " التّعليق المُمَجّد على موطّأ الامام محمّد " (لاسيّما مقدّمة) تاليف العلّامة مولانا محمّد عبدالحئى اللّكنوى الحنفى، المولود سنة ۱۲۶۴ھ، المتوفّٰى سنة ۱۳۰۴ھ

۲۸۸. " تُحفة الفكر فى الحديث " تاليف الشّيخ عبدالنّافع بن المفتى محمّد سعيد الأطنه وى الرّومى الحنفى أحد أكابر الرّجال العُثمانيّة الشّهير بِرمضان زاده المتخلّص بِعفّت ، المتوفّٰى بمكّة عائدًا من الحجّ سنة ۱۳۰۸ھ

۲۸۹. " الآثار المحمّديّة والآثار المتّصلة " تاليف الشّيخ المحدّث الفقيه قيام الدّين عبدالبارى بن عبدالوهّاب بن عبدالرّزاق الأنصارى الفرنگى محلّى اللّكنوى الحنفى، المولود سنة ۱۲۹۵ھ، المتوفّٰى فى الرّابع من رجب سنة ۱۳۴۴ھ

۲۹۰. " التّعليق المختار على كتاب الآثار " (لاسيّما مقدّمة) تاليف الشّيخ المحدّث الفقيه قيام الدّين عبدالبارى بن عبدالوهّاب بن عبدالرّزاق الأنصارى الفرنگى محلّى اللّكنوى الحنفى، المولود سنة ۱۲۹۵ھ، المتوفّٰى فى الرّابع من رجب سنة ۱۳۴۴ھ

۲۹۱. " مختصر تهذيب الكمال لِلمِزّى " تاليف الشّيخ المؤرّخ صدرالدّين بن عبدالله الكُنفَراوى الحنفى، المتوفّٰى بِالقسطنطينيّة فى شهر رمضان سنة ۱۳۴۹ھ

۲۹۲. " المناهل السّلسلة فى الأحاديث المسلسلة " تاليف الشّيخ المحدّث مولانا محمّد عبدالباقى الأيّوبى اللّكنوى ثمّ المدنى، الحنفى، المتوفّٰى بِالمدينة المنوّرة سنة ۱۳۶۴ھ، تلميذ العلّامة مولانا عبدالحئى اللّكنوى

(یہ کتاب "دارالکتب العلمیۃ" بیروت سے ۱۴۰۳ھ میں طبع ہوکر شائع ہوئی ہے)

۲۹۳. " الاجازات الفاخرة " (ثَبَتٌ فى المرويّات وأسماء الشّيوخ) تاليف الشّيخ المحدّث الفقيه عبدالقادر بن توفيق الشّلبى الحنفى، المولود بِطرابلس الشّام سنة ۱۲۹۵ھ، المتوفّٰى

بالمدينة المنوّرة سنة ١٣٦٩ ھ

۲۹۴. " النكت الطّريفة فى التّحدّث عن ورود ابن أبى شيبة علىٰ أبى حنيفة " تاليف الامام العلّامة المحقّق المحدّث الفقيه الأصولى المتكلّم الشّيخ محمّد زاهد بن الحسن الكوثرى الحنفى، وكيل المشيخة العُثمانيّة سابقًا ، المولود سنة ١٢٩٦ ھ، المتوفّى فى التّاسع عشرمن ذى القعدة سنة ١٣٧١ ھ (یہ جامع اور عظیم المرتبت کتاب ۱۳۶۵ھ میں مصر سے طبع ہوکر شائع ہوئی ہے)

۲۹۵. " التّعليق علىٰ كتاب الأسماء والصّفات للبيهقى " تاليف الامام العلّامة المحقّق المحدّث الفقيه الأصولى المتكلّم الشّيخ محمّد زاهد بن الحسن الكوثرى الحنفى، وكيل المشيخة العُثمانيّة سابقًا ، المولود سنة ١٢٩٦ ھ، المتوفّى فى التّاسع عشرمن ذى القعدة سنة ١٣٧١ھ

۲۹۶. " إبداء وجوه التّعدّى فى كامل ابن عَدِى " تاليف الامام العلّامة المحقّق المحدّث الفقيه الأصولى المتكلّم الشّيخ محمّد زاهد بن الحسن الكوثرى الحنفى ، وكيل المشيخة العُثمانيّة سابقًا ، المولود سنة ١٢٩٦ ھ ، المتوفّى فى التّاسع عشرمن ذى القعدة سنة ١٣٧١ھ
(یہ جامع کتاب، ابواحمد عبداللہ بن عدِی (المتوفّٰی ۳۶۵ھ) کی کتاب "الکامل فی أسماء الرّجال" کا نقد ہے)

۲۹۷. " تحقيق 'لسان الميزان' لِلحافظ ابن حجر " (فى نقد الرّجال الرّواة) تاليف الشّيخ العلّامة عبد الفتّاح أبى غُدّة الحلبى الحنفى، المتوفّى سنة ١٤١٧ ھ
(یہ کتاب نو (۹) ضخیم جلدوں میں ہے، مزید دسویں جلد فہارسِ کتاب پر مشتمل ہے جو کہ "مکتب المطبوعات الاسلامیّۃ" سے طبع ہوکر شائع ہوئی ہے)

۲۹۸. " مكانة الامام أبى حنيفة فى الحديث " تاليف الشّيخ العلّامة مولانا عبد الرّشيد النّعمانى الحنفى، المتوفّى فى التّاسع والعشرين من ربيع الثّانى سنة ١٤٢٠ ھ

۲۹۹. " ماخالَفَ فيه أبوحنيفة ابراهيمَ النخعىّ " تاليف الشّيخ العلّامة مولانا عبد الرّشيد النّعمانى الحنفى، المتوفّى فى التّاسع والعشرين من ربيع الثّانى سنة ١٤٢٠ ھ

۳۰۰. " امام ابن ماجه اورعلمِ حديث " (اردو) تاليف الشّيخ العلّامة مولانا عبد الرّشيد النّعمانى الحنفى، المتوفّى فى التّاسع والعشرين من ربيع الثّانى سنة ١٤٢٠ ھ

اللہ تعالیٰ کے لطف وکرم سے یہاں تک اُصولِ حدیث کے اِس سلسلۂ مضامین میں حضرات علماء احناف کی تین سو (۳۰۰) تالیفاتِ جلیلہ کا تذکرہ ہوچکا جو کہ اِس فن میں علماء احناف پر اعتماد کرنے کیلئے تاریخی تسلسل کی سنہری کڑیاں ہیں۔
اللہ تعالیٰ کی توفیق شاملِ حال رہی تو آئندہ اسی نوع کی مزید تالیفات ذکر کی جائیں گی۔ اِن شاء اللہ

مولانا حبیب اللہ حقانی*

مرادِ پیغمبر ﷺ، فاروقِ اعظمؓ

روئے زمین پر انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد سب سے اعلیٰ و ارفع درجہ و مقام اگر کسی کا تھا تو وہ حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔ صحابۂ کرامؓ میں اصحابِ بدر کو بہت بڑا رُتبہ حاصل ہے۔ اصحابِ بدر میں خلفائے راشدین کو نہایت ہی بلند مقام عطا کیا گیا تھا۔ خلفائے راشدین میں سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے بعد اگر کسی کا درجہ ہے تو حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کی شخصیت کا ہے۔

آج یکم محرم الحرام سیدنا عمر فاروقؓ کی یومِ شہادت ہے، اسی دن کی مناسبت سے حضرت عمر فاروقؓ کی سیرت و کردار پر مختصر اعرض ہے۔

نام و نسب: آپ کا اسم گرامی عمر، والد کا نام خطاب، والدہ کا نام حنتمہ بنت ہاشم تھا۔ آپ کا سلسلۂ نسبت آٹھویں پشت میں آنحضرت ﷺ سے جاملتا ہے۔

ولادت باسعادت: آپؓ ہجرتِ نبوی سے تقریباً چالیس سال قبل پیدا ہوئے، جب حضور ﷺ نے نبوت کا اعلان فرمایا۔ تو اس وقت آپؓ کی عمر تقریباً ۲۶ یا ۲۷ سال تھی۔

حلیہ مبارک: آپؓ کا رنگ سرخ وسفید تھا اور آپ کے بدن میں سرخی نمایاں تھی آپ دراز قد تھے اور لوگوں میں تو ایسے معلوم ہوتے جیسے سواری پر سوار ہوں۔ آپؓ کے جوڑ مضبوط اور چوڑے تھے، آنکھوں کی سفیدی بہت سفید اور سیاہی بہت سیاہ تھی جس پر سرخی غالب تھی، دانت سفید اور خوبصورت تھے، آپ داڑھی کو زرد رنگ کا خضاب لگاتے تھے، کنگھی کے ساتھ سر پر مہندی لگاتے تھے۔

تعلیم و تربیت اور لڑکپن: حضرت عمر فاروقؓ کا بچپن مکہ مکرمہ کی وادیوں میں اور گلیوں میں عام بچوں کی طرح گذرا، البتہ جوانی میں لکھنا پڑھنا سیکھا، گھڑ سواری اور پہلوانی میں کمال حاصل کیا اور خطابت کے میدان میں بھی اپنا لوہا منوایا۔ علم و ہنر سیکھنے کے بعد تجارت کی طرف متوجہ ہوئے۔

جرأت و بہادری: حضرت عمرؓ شروع ہی سے بہادر، شجاع اور نڈر تھے۔ آپؓ کے مزاج میں جوش و جذبہ، غضب و حدت، قومی غیرت و حمیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، جب کبھی قومی غیرت کا مسئلہ ہوتا تو آپؓ سے نہ رہا جاتا اور لڑنے، مرنے اور مارنے پر تیار ہو جاتے۔

دورِ جاہلیت میں اسلام دشمنی: حضور ﷺ کے اعلانِ نبوت کے بعد جب توحید کی آواز فاران کی چوٹیوں میں گونجی تو آپؓ کے گھرانے میں اسلام حضرت زیدؓ کی وجہ سے داخل ہوا۔ حضرت زیدؓ کے صاحبزادے حضرت سعدؓ

---

* رکن القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ

کا نکاح حضرت عمرؓ کی بہن فاطمہ سے ہوا تھا۔ اس تعلق کی وجہ سے فاطمہؓ نے بھی اسلام قبول کیا۔ جب حضرت عمرؓ کو پتہ چلا تو سخت برہم ہوئے اور مسلمانوں کے سخت دشمن بن گئے۔ خود فرماتے ہیں کہ :

"مجھے ان دنوں سب سے زیادہ دشمنی اگر کسی سے تھی تو وہ حضورﷺ کی ذات تھی"۔

قبولِ اسلام : آبائی مذہب چھوڑنے اور بتوں کے خلاف زبان کھولنے پر آپ بہت برہم ہوتے اور یہ بات برداشت نہ کرتے۔ جب معلوم ہوتا کہ کوئی مسلمان ہوگیا تو اس پر ٹوٹ پڑتے اور مارتے مارتے تھک جاتے اور ان پر تشدد کرنے سے نہیں چوکتے تھے۔

آنحضرتﷺ نے دُعا فرمائی : **اللّٰھم اعز الإسلام باحد من العمرین**"۔ اے اللہ! اسلام کو دو عمروں میں سے کسی ایک کی وجہ سے عزت عطا فرما۔

یہاں پیغمبرﷺ دُعا مانگ رہے ہیں اور وہاں حضرت عمر آپﷺ کے مارنے کے لئے نکلے ہوئے ہیں۔ راستہ میں ایک صحابیؓ سے ملاقات اور باہمی گفتگو کے بعد صحابیؓ نے کہا: پہلے اپنے گھر کا خبر لیں، خود تمہاری بہن اور بہنوئی دونوں اسی پیغمبر کا لایا ہوا دین قبول کر چکے ہیں۔ یہ سنتے ہیں حضرت عمرؓ بہن کے گھر آئے، آپؓ کی بہن قرآن مجید پڑھ رہی تھیں، ان کی آواز سن کر خاموش ہوگئیں اور قرآن کے اجزاء چھپا لیے۔ تاہم حضرت عمر کو پتہ چل گیا، بہن سے پوچھا: یہ کیسی آواز تھی؟ بہن نے بات ٹالنے کی کوشش کی۔ تاہم حضرت عمرؓ نے سختی کرتے ہوئے پوچھا کہ مجھے معلوم ہے تم دونوں بے دین ہوگئے ہو، پھر ان کو مارنے لگے۔ آخر .... ۔

بہن بولی عمر ہم کو اگر تو مار بھی ڈالے ۔۔۔ شکنجوں میں کسے یا بوٹیاں کتوں سے نچوالے
مگر ہم اپنے دینِ حق سے ہرگز پھر نہیں سکتے ۔۔۔ بلندی معرفت کی مل گئی ہے گر نہیں سکتے

بہن کے جسم پر خون دیکھ کر آپؓ تڑپ گئے، اپنی بہن کو مخاطب کر کے کہا : اچھا جو کچھ تم پڑھ رہے تھے وہ مجھے دکھاؤ، اور سناؤ۔ بہن نے کہا: آپ پاک نہیں ہیں اور اس کتاب کو تو پاک شخص ہی چھو سکتا ہے۔

حضرت عمرؓ نے غسل کیا، پاک صاف ہوئے تب بہن نے قرآن کے وہ اجزاء آپ کو دیئے وہ سورۂ طٰہٰ کی ابتدائی آیات تھیں، ان کے پڑھنے سے دل پر گہرا اثر ہوا، اور کہا یہ کلام کس قدر اچھا اور کس قدر عظمت والا ہے .... ۔

شعاعِ نور نے اس دل کو یکسر موم کر ڈالا ۔۔۔ ہوئی تسکین بہہ نکلا قدیمی کفر کا چھالا

حضرت خبابؓ نے یہ بات سنی تو سامنے آئے اور کہا: اللہ کی قسم! اللہ نے اپنے نبیﷺ کی دُعا قبول فرمالی، کیونکہ کل میں نے آپﷺ کو تمہارے لئے دُعا کرتے سنا ہے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت خبابؓ سے کہا: آپ مجھے حضورﷺ کی خدمتِ اقدس میں لے چلیں۔ چنانچہ آپﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت پیغمبرﷺ دارارقم میں تشریف فرما تھے۔ صحابہؓ کا ایک مجمع بھی وہاں موجود تھا۔ آپؓ نے سب کے سامنے کلمۂ توحید پڑھا۔ صحابہؓ نے اللہ اکبر کہا: یہاں تک کہ آس پاس کی تمام پہاڑیاں اللہ اکبر کے نعرہ سے گونج اُٹھیں۔

اسلام کی خاطر مشقتیں برداشت کرنا : حضرت عمرؓ نے اسلام کی خاطر وہ تمام تکالیف اور اذیتیں

برداشت کیں جن سے دوسرے صحابۂ کرامؓ دوچار رہے۔ البتہ حضرت عمرؓ اپنی قوت وشجاعت کی وجہ سے مشرکین کا برابر مقابلہ کرتے تھے۔

مالی قربانیاں: حضرت عمرؓ نے اسلام اور مسلمانوں کی خدمت و نصرت میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آپ کی ہمیشہ کوشش رہی کہ معاملے میں حضرت ابوبکر صدیقؓ سے سبقت حاصل کریں۔ مگر ایسا نہ ہوسکا۔ آپؓ نے خیبر کی زمین بھی اللہ کے لئے وقف کی تھی اور یہ پہلا وقف تھا جو اسلام کے لئے عمل میں آیا تھا۔

ہجرتِ مدینہ: حضورﷺ کی جانب سے ہجرت کا حکم اور اجازت مل جانے پر صحابہ کرامؓ خفیہ طور پر ہجرت کرتے مگر سیدنا عمر فاروقؓ خفیہ طور پر ہجرت کرنے کے حق میں نہ تھے، آپ نے اعلان فرمایا: اگر مشرکین میں سے کسی کی جرأت ہے تو وہ ان کا راستہ روک کر دکھائے۔ آپ کے ہمراہ ستر کے قریب دوسرے حضرات مدینہ منورہ ہجرت کر گئے۔

مدینہ منورہ میں آپؓ نے اذان کے بارے میں خواب دیکھا اور ایک دوسرے صحابی نے بھی، پھر ہر نماز کے لئے یہی اذان شروع کی گئی۔

میدانِ جہاد میں شرکت: حضورﷺ جہاں بھی تشریف لے جاتے تو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ آپﷺ کے ساتھ رہتے تھے۔ اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے جان و مال کی قربانی سے کبھی دریغ نہ کیا، آپ حضورﷺ کے ساتھ ہر چھوٹے بڑے معرکے میں ہمیشہ برابر شریک رہے۔

عہدِ صدیقی میں: حضورﷺ کے سفرِ آخرت پر حضرت ابوبکرؓ بالاتفاق خلیفہ مقرر ہوئے، حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر سب سے پہلے حضرت عمرؓ نے بیعت کی۔ آپ اسلام اور مسلمانوں کے لئے جو بات بہتر سمجھتے، جانشین رسولؐ ابوبکر صدیقؓ کو اس کا مشورہ دیتے اور حضرت صدیق اکبرؓ ہمیشہ آپؓ کے مشورہ پر کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے اور اس پر عمل بھی فرماتے۔

حضرت ابوبکرؓ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عمر فاروقؓ کی تائید میں آیات نازل فرماتے تھے، اور حضورﷺ بھی آپ کو عزوشرف سے نوازتے تھے، اس لئے آپؓ نے اپنے بیماری میں حضرت عمرؓ کو مسلمانوں کا امیر مقرر فرمایا۔

خلافتِ فاروقی: ابوبکرؓ کی وفات کے بعد آپؓ نے خلافت و امارت کا عہدہ سنبھالا تو اسلام کی مزید ترقی شروع ہوگئی، آپؓ کے دورِ خلافت میں ایک ہزار چھتیس شہر مسلمانوں کے ہاتھ آئے، روم وشام آپ ہی کے دور میں فتح ہوئے، آپ کے دور میں چار ہزار مساجد بنائی گئیں۔ نوسو جامع مسجدیں محرابوں کے ساتھ بنائے گئے تھے، حضرت عمرؓ کے مفتوحہ ممالک کا کل رقبہ 2251030 مربع میل تھا۔

حضرت عمرؓ نے دس سال پانچ ماہ چار دن اُمورِ خلافت سرانجام دیئے اور آخر کار یکم محرم الحرام ۲۴ھ بدھ کے دن ایک ایرانی غلام نے نماز کی حالت میں آپ پر قاتلانہ حملہ کیا، جس سے آپؓ کو شہادت نصیب ہوئی اور اپنے دونوں رفیقوں کے ساتھ آپ کا مرقد بنا۔ فرضی اللہ عنہ۔

مولانا یاسر احمد زیرک*

امام بخاریؒ کے تعلیمی نظریات سے قدیم و جدید ماہرین تعلیم کا اتفاق

(آخری حصہ)

متعلم کی ذمہ داریاں: تعلیم کا حصول انسان کی ذہنی صلاحیتوں کو جلا بخشتا ہے، اس کے اندر مختلف فطری صلاحیتوں کو نشو ونما دیتا ہے۔ تعلیم انسان کو معاشرتی زندگی بسر کرنے کا سلیقہ، طریقہ، انسانی ہمدردی، انسیت، تہذیب وتمدن اور معاشرتی وثقافتی اقدار سکھاتی ہے۔ یہی اقدار اس کے اخلاق وکردار کا معیار بن جاتی ہیں۔ ان حقائق کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے ایک متعلم کو مندرجہ ذیل امور کا بدرجۂ اتم خیال رکھنا ضروری ہے۔

(۱) معلم جب کسی بات میں مشغول ہو تو اس کی فراغت کا انتظار کرنا چاہیے۔ دورانِ گفتگو سوال کرنا مناسب نہیں، جیسے کہ روایت میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ مشرکین کے چند آدمیوں سے بات کرنے میں معروف تھے کہ ایک اعرابی صحابیؓ نے قیامت کے وقوع کے متعلق سوال کیا۔ آپ ﷺ نے اپنی فراغت تک جواب کو موٴخر فرمایا۔ جس سے اس طرف اشارہ ملتا ہے کہ معلم جب فارغ ہو، تب سوال کیا جائے۔

(۲) اگر متعلم کو استاد کی بات سمجھ میں نہ آئے تو دوبارہ پوچھنا مستحب ہے۔ اس بات کی طرف اشارہ امام بخاریؒ کی پیش کردہ حدیث سے ہوتا ہے کہ نبی ﷺ سے سائل نے قیامت کے وقوع کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ﴿اذا ضیعت الامانۃ﴾ تو صحابیؓ نے پوچھا ﴿کیف اضاعتھا؟﴾ کہ امانت کا ضائع کرنا کیسے ہوتا ہے؟ اسی طرح پورے درس کا اعادہ بھی کر سکتا ہے جس کی طرف ﴿باب من اعاد الحدیث ثلثاً لیفھم﴾ سے اشارہ ہوتا ہے۔

(۳) متعلم کے لیے طلب علم میں حیا کرنا مناسب نہیں، ورنہ محروم رہ جائے گا۔ ﴿باب الحیاء فی العلم﴾ سے اسی طرف اشارہ ہے۔

(۴) اگر کسی مسئلے کے پوچھنے میں حیا مانع ہو تو بالواسطہ پوچھ سکتا ہے تاہم فضول باتوں کے پوچھنے سے گریز

---

* yasirahmad777@gmall.com

کرنا چاہیے۔ ﴿باب من استحی فأمر غیرہ بالسوال﴾ سے اسی بات کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے۔

(۵) متعلم کا اپنے استاد کے سامنے بیٹھنے کا انداز نہایت ہی مودبانہ ہونا چاہیے۔ ﴿باب من برك علی رکبتیه عند الامام والمحدث﴾ سے یہی بات مقصود ہے۔

(۶) کم سنی میں کسی کو طالب علم نہیں بننا چاہیے بلکہ تعلیم وتعلم کے لیے کم ازکم پانچ سال کا بچہ بٹھانا مناسب ہے تاکہ اچھے طریقے سے بول اور سمجھ سکے۔ ﴿باب متیٰ یصح سماع الصغیر﴾ سے یہی بتانا مقصود ہے۔ یہی وہ اصل ہے جس پر آج بھی عمل ہو رہا ہے کہ جب بچہ پانچ سال کا ہو جاتا ہے تو اس کے والدین اسے اسکول یا مدرسہ میں داخل کرا دیتے ہیں۔

(۷) اگر اپنے علاقے میں حصولِ علم دشوار ہو تو دوسرے علاقوں میں موجود اہلِ علم کی طرف رجوع کر سکتا ہے۔ ﴿باب ما ذکر فی ذھاب موسیٰ فی البحر الی الخضر﴾ سے یہی مقصود ہے۔

(۸) علم کے کسی بات کو نقل کرنے میں احتیاط کرنا چاہیے تاکہ کوئی غلط بات کسی تک نہ پہنچائے، یعنی علمی میدان میں درست حقائق پیش کرو جس کا تعلق مشاہدہ کے ساتھ ہو یا پھر وہ بات یقینی ہو۔ ﴿باب اثم من کذب علی النبی ﷺ﴾ سے یہی بتلانا مقصود ہے۔

(۹) متعلم کو چاہیے کہ ہر کسی سے علم حاصل کرے، یعنی یہ نہ دیکھے کہ معلم خواہ مخواہ علم کے اعلیٰ رتبے پر فائز ہو۔ ﴿باب قول النبی ﷺ رُبَّ مبلغ اوعی من سامع﴾ سے اسی طرف اشارہ ہے۔

(۱۰) حصولِ علم کیلئے صرف مشقت اور جدوجہد کرنا کافی نہیں، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ توفیق من جانب اللہ بھی ضروری ہے۔ جسکی صورت یہ ہے کہ محنت ومشقت کے ساتھ خود دعا کرنا اور بزرگوں سے دعا کرانا بھی مفید اور نافع علم کے حصول کے وسائل ہیں۔ ﴿باب قول النبی ﷺ اللھم علمه الکتاب﴾ سے یہی بتلانا مقصود ہے۔

(۱۱) اگر کوئی آدمی دنیاوی معاملات میں مصروف ہو اور تحصیلِ علم کیلئے وقت نہیں مل رہا ہو تو کسی اور کاروباری آدمی کو ساتھ ملالے اور تحصیلِ علم کے لیے دونوں آپس میں باری مقرر کرلیں۔ ﴿باب التناوب فی العلم﴾ سے امام بخاریؒ اسی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

(۱۲) متعلم علم کی بات دوسروں تک پہنچائے۔ ﴿باب یبلغ العلم الشاھد الغائب﴾ میں اسی کا بیان ہے۔

(۱۳) رات کے وقت علمی مشاغل میں مصروف رہ سکتا ہے۔ کسی کو یہ وہم نہ ہو کہ عشاء کے بعد قصہ گوئی حدیث کی رُو سے ممنوع ہے تو علمی مشاغل بھی ممنوع ہے۔ ﴿باب السمر بالعلم﴾ سے اسی طرف اشارہ ہے۔

(۱۴) طلبہ کلاس میں خاموشی کے ساتھ استاد کا درس سنیں۔ اگر خاموش نہ ہوں تو دوسرے اسے خاموش کرائیں۔ ﴿باب الانصات للعلماء﴾ سے اسی طرف اشارہ ہے۔

الغرض اسلامی تاریخ کی سنہری صدیوں میں مذہب نے ہمیشہ آزادی، تجسس اور تحقیق کی حمایت کی اور علم وفضیلت کی قدردانی کی۔ طلبہ اپنے اساتذہ کے ساتھ آزادانہ بحث وتمحیص کر سکتے تھے۔ آزادانہ تحقیق وعلمی جستجو کے دروازے کتب خانوں اور خلفاء وسلاطین کے درباروں میں بھی کھلے تھے۔

تعلیمِ نسواں اور امام بخاریؒ: حصولِ علم چونکہ مرد وعورت کا یکساں حق ہے لہٰذا عورت کو اپنے شوہر، بھائی، باپ یا کسی اور معلم سے پردہ کی رعایت رکھتے ہوئے علم حاصل کرنا چاہیے۔ اسی طرح باندی کو اپنے آقا سے علم حاصل کرنا چاہیے۔ ﴿باب تعلیم الرجل امته واهله﴾ سے یہی بتلانا مقصود ہے۔ عورت کے لیے ایسے تعلیمی ماحول کی ضرورت ہے جس میں اس کی عزت کا سودا نہ ہو۔ اسی طرح اس کی نظریئے کا لحاظ ہو۔

امام بخاریؒ کے ہاں مخلوط تعلیم (Co-education) کا تصور نہیں ہے۔ ۹ سال کے بعد مخلوط تعلیم کو جاری رکھنا درست نہیں۔ چونکہ بعض اوقات حیا کی وجہ سے عورتوں کو تعلیم دینے کا انداز علیحدہ ہوتا ہے اور انھیں پڑھانے میں احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے لہٰذا انھیں الگ تعلیم دینا چاہیے۔ ﴿باب هل يجعل للنساء يوماً عليحدة فی العلم﴾ میں اسی کا بیان ہے۔

طرقِ تدریس: اس ضمن میں اربابِ بست وکشاد، فلاسفہ اور اہلِ قلم حضرات کی ثمر بار کاوشیں قابلِ ستائش رہی ہیں جنہوں نے معاشرتی حقائق اور طالب علمانہ زندگی کے مختلف النوع مسائل پر اپنی توجہ مبذول کرتے ہوئے ان کا گہرا مطالعہ اور نہ صرف تجزیہ کیا بلکہ اُن کے متعلق عمومی اصول ونظریات بھی پیش کیے۔ امام بخاریؒ انہی چند میں سے ایک ہے۔ طرقِ تدریس کے حوالے سے اپنی معرکۃ الآراء کتاب میں مندرجہ ذیل طریقے عرض کر رہے ہیں۔

(۱) السماع: اس طریقے میں استاد لیکچر دیتا ہے اور طالب علم سنتے ہیں۔ اس میں بنیادی کردار استاد کا ہوتا ہے۔

(۲) قراءۃ علی الشیخ: اس کو "عرض" بھی کہتے ہیں۔ اس طریقے میں بنیادی کام شاگرد کا ہوتا ہے یعنی طلبہ پڑھتے رہیں گے جب کہ استاد سنتا رہے گا اور ساتھ ساتھ ان کی غلطیوں کی اصلاح کرتا رہے گا۔ امام مالکؒ نے مؤطا میں یہی طریقۂ تدریس اختیار فرمایا تھا۔ آپؒ کے شاگردوں میں سے صرف امام محمد بن حسن الشیبانیؒ کو یہ شرف حاصل ہے کہ خود امام مالکؒ نے انھیں مؤطا پڑھائی۔

یہ طریقۂ تدریس آج کے علمی حلقوں میں بہت مقبول ہے۔ اس میں زیادہ تر ذمہ داری چونکہ طالب علم پر ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے اسے سبق سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔

(۳) تیسرا طریقہ سوال وجواب کا ہے، کہ طلبہ اور استاد آپس میں بیٹھے رہیں، ہر کوئی سوال کرتا رہے اور استاد جواب دیتا رہے۔ (۴) استاد طلبہ سے املا کرائیں، یعنی استاد ایسے انداز سے پڑھائے کہ طلبہ ساتھ ساتھ لکھتے رہیں۔ (۵) متعلم کی نفسیات کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے کوئی بھی مناسب طریقۂ تدریس اپنانا چاہیے۔ جس سے طلبہ کی

تعلیم وتربیت اس نہج پر ہو کہ ان کے اندر عملی قوتوں کو فروغ ملے، ان میں خود اعتمادی، استقلال، محنت، جرأت اور حوصلہ پیدا ہو۔ طلبہ قوتِ فیصلہ کے حامل ہوں، ان میں کسی بھی منصوبہ پر غور وفکر اور تجزیہ کے بعد اسے عملی جامہ پہنانے کے بارے میں جلد فیصلہ کرنے کی اہلیت ہو، ان میں رواداری اور اجتماعی احساس کا شعور ہو۔ جدید تدریسی طریقوں میں یہی مقبول ہے۔

نصابِ تعلیم اور امام بخاریؒ: امام بخاریؒ کتاب العلم کے اندر چند بابوں کے ذکر کرنے سے نصابِ تعلیم کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ نصاب میں طلبہ کی ضروریات، معاشرہ، قوتِ برداشت، استعداد اور دیگر ساری باتوں کو مدِّ نظر رکھنا چاہیے۔ یہ ضروری نہیں کی جو علم استاد کو ہے، وہ سارے کا سارا طالب علم کو سکھائے۔ ﴿باب من ترك بعض الاختيار﴾ اور ﴿باب من خص قوماً دون قوم كراهية ان لا يفهموا﴾ میں یہی تذکرہ ہے۔ اسلامی درسگاہوں کے نصاب میں قرآنِ حکیم اور احادیثِ نبوی ﷺ کو اولیت کا درجہ حاصل ہے۔ انہی کی تعلیم سے اسلامی تعلیمات کا آغاز ہوا۔ رفتہ رفتہ زندگی کے تقاضے بڑھتے گئے اور نصاب میں اضافے ہوتے گئے۔ قرونِ وسطیٰ کے آخر تک مسلمانوں نے کئی نئے علوم وفنون ایجاد وتخلیق کیے اور ان میں بیشتر کو نصاب میں جگہ دے دی۔ چنانچہ چودھویں صدی عیسوی میں علامہ ابن خلدونؒ نے علوم کا جائزہ لیتے ہوئے کم وبیش چار درجن علوم شمار کیے جن کی تعلیم کسی نہ کسی درجے میں دی جاتی تھی۔ اس فہرست میں مندرجہ ذیل علوم قابلِ ذکر ہیں۔

ریاضی، سائنس (بشمول فزکس، کیمسٹری اور فلکیات) طب اور اس کی مختلف اصناف بشمول منطق اور الٰہیات، ادب اور اس کی مختلف اصناف، معاشرتی علوم اور اس کی مختلف شاخیں، فقہ، قانون، عمرانیات، نفسیات، دینیات (بشمول تقابلِ مذاہب اور تاریخ المذاہب) اور بعض پیشوں کی اعلیٰ تعلیم مثلاً طب اور قانون۔ تاہم دورِ جدید کے ماہرین امام بخاریؒ کے اس نکتے پر متفق ہیں، جس کی طرف ﴿باب من خص بالعلم﴾ سے اشارہ کیا کہ نصاب میں طلبہ کے عقول اور نفسیات کا خیال رکھو۔ ﴿كلموا الناس قدر عقولهم﴾ کے مصداق انھیں تعلیم دلائی جائے۔ وقت اور ضرورت کے مطابق نصاب میں اضافے اور ترامیم کی گنجائش ہے۔

تعلیمی ماحول: تعلیم کے لوازمات ایک تکونی شکل میں ہے جس کے تین زاویے ہیں، استاد، طالب علم اور سرپرست۔ تعلیمی ماحول کو برقرار رکھنے کے لیے ان تینوں کو سامنے رکھنا ہوگا۔ بہر حال تعلیم کے لیے ایک پُرسکون اور مخصوص جگہ مقرر ہونی چاہیے۔ ﴿باب الانصات للعلماء﴾ میں اسی طرف اشارہ ہے، یعنی جہاں تعلیم وتعلم کے علاوہ دوسری سرگرمیاں نہ ہوں، جس طرح عام طور پر دینی مدارس ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ اگر مسجد کو تعلیم کے لیے مقرر کیا جائے تو یہ بھی بہتر ہے تاہم اس کا تقدس پامال نہ ہو۔ اسی طرح کلاس اور درس گاہ کی ترتیب ایسی ہونی

چاہیے کہ سارے طلبہ استاد کے نظروں کی سامنے ہوں تا کہ ان کی توجہ ہمہ تن درس کی طرف ہو۔

ایک تعلیمی ادارے میں طلبہ کے لیے کھیل کود اور ورزش وغیرہ کا انتظام ہونا چاہیے تا کہ فارغ اوقات میں طلبہ کھیل کود اور ورزش میں معروف رہیں۔ ﴿باب الحرص علی الحدیث﴾ سے اسی طرف اشارہ مقصود ہے کہ طلبہ کا ماحول جاذب ہونا چاہیے تا کہ علمی ذوق کی آبیاری ہو۔ خصوصاً چھوٹے بچوں کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لیے انھیں مناسب کھیل کود کا انتظام نہایت ضروری ہے کیونکہ اس سے ان کی صحت درست رہے گی۔ اگر صحت درست نہ ہو تو قوتِ عمل پیدا ہوگی اور نہ ہی قوتِ فیصلہ۔ بچوں کو ایسا ماحول دیا جائے کہ ان میں بات کرنے کی جرأت پیدا ہو اور اسی کی طرف ﴿باب الحیاء فی العلم﴾ سے امام بخاریؒ اشارہ فرما رہے ہیں۔ اسی طرح انھیں مسابقہ کا میدان میسر کیا جائے تا کہ ایک دوسرے سے سبقت کی غرض سے علمی قوت بڑھتی رہے۔

﴿باب الاغتباط فی العلم والحکمۃ﴾ میں یہی بیان ہے۔

مختصراً یہ کہ اُن کے لیے ایک ایسا ماحول میسر ہو جس سے وہ تنگ نظر اور متعصب نہ بنیں، وہ اپنی خدمات کسی خاص طبقہ تک محدود نہ رکھیں بلکہ ان کی خدمات بلا رنگ ونسل اور مذہب وملت جاری رہیں۔ اس اجتماعی احساس کے نتیجے میں ان کے اندر ہمدردی، فراخ دلی، وسعت نظری اور عالمی اخوت جیسے اوصاف پیدا ہوں گے جب کہ ان اوصاف کا مالک شخص معاشرہ کے لیے نہایت مفید ثابت ہو سکتا ہے اور یہی تعلیم کا بنیادی مقصد ہے۔

اہلِ مدارس کیلئے لمحۂ فکریہ: تمام دینی مدارس کے مہتممین حضرات کے لیے امام بخاریؒ کی نظریۂ تعلیم میں ایک اہم سبق ہے۔ انھیں چاہیے کہ ''کتاب العلم'' کے پیشِ نظر اپنے مدرسہ اور انتظامیہ کو پرکھنے کی کوشش کریں تو یقیناً انھیں اپنی خامیوں کا اندازہ ہو جائے گا۔ خصوصاً ''وفاق المدارس العربیہ پاکستان'' کی نظم واہتمام کو اس کے ساتھ پرکھنا وقت کی ایک اہم ضرورت ہے۔ امام بخاریؒ کی کتاب العلم کے نصاب، تعلیمی ماحول اور طرقِ تدریس جیسے اہم مباحث اہلِ علم کو اپنے نظریۂ تعلیم کی دعوتِ فکر دے رہیں ہیں۔ اگر مذکورہ امور پر غور کر کے تعلیمی و تربیتی میدان میں فکر اور اصلاح کی کوشش کی گئی تو ان شاء اللہ تعلیم وتربیت کے مختلف اداروں میں بہترین نتائج سامنے آئیں گے۔

گھر بیٹھے علم دین سیکھنے کا جامع پروگرام

☆ اوپن یونیورسٹی سے آسان طریقہ ☆ نہ کسی مدرسہ میں داخلہ نہ مروجہ امتحانات ☆ ہر عمر کے مرد وخواتین کیلئے

☆ پورے ملک کے تمام علاقوں کیلئے

تبلیغ اسلام سرٹیفکیٹ کورس ۔ ڈپلومہ: فاضل علوم اسلامی

اسناد فضیلت: المدارس القرآن الاستاذ رئیس الاساتذہ

دعوت فاؤنڈیشن پاکستان: مکان نمبر: STI,1 کالونی پلاٹ نمبر 7 سیکٹر H-9 اسلام آباد۔

فون- 051-4444266 موبائل: 0323-5131416 ای میل anfides@gmail.com

قسط (۲)

ڈاکٹر محمود الحسن عارف *

حقائق سے چشم پوشی کیوں؟

مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کے حوالے سے ماہنامہ ''الحق'' میں شائع ہونے والے اعتراضات کا جائزہ

۲۔ مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ پر الزامات کا مسئلہ:

راقم الحروف نے ...... مولانا کی ذات اور شخصیت پر گفتگو کرتے ہوئے اپنے مضمون میں سرسری طور پر ...... اس بات کا ذکر بھی کیا کہ مولانا راسخ العقیدہ مسلمان اور سلسلہ عالیہ رحیمیہ رائے پوریہ کے مسند نشین تھے اور اس پر مستزاد یہ کہ مولانا ...... اپنی ایک منفرد فکر و فلسفہ رکھتے تھے۔ مگر کچھ علمائے کرام نے ان پر ضروری احتیاط اور تحقیق کے بغیر الزامات لگائے۔

جب کہ اسلام عام لوگوں کے بارے میں بھی اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ ان پر الحاد، بیدینی اور کفر کے فتوے ضروری تحقیق اور احتیاط کے بغیر صادر کیے جائیں۔

اور ضروری احتیاطوں میں ایک احتیاط یہ بھی ہے کہ متعلقہ شخص سے، خاص طور پر جب فتوے میں کسی شخص کا نام مذکور ہو، ان عقائد کی تصدیق کر لی جائے۔ اس حوالے سے راقم الحروف نے ایک حدیث کا بھی حوالہ دیا تھا، جس میں یہ مذکور ہے کہ آنحضور ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا تھا کہ تم اس وقت تک فیصلہ نہ دینا جب تک تم دوسرے فریق کی بات نہ سن لو۔ اور اس بات کا بھی ذکر کیا کہ مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری کے خلاف فتویٰ صادر کرنے والے حضرات نے اس بارے میں احتیاط کے ضروری تقاضے پورے نہیں کیے۔

نقد نگار نے ...... اس مسئلے کو بھی سیاسی رنگ دینے کی کوشش کی ہے، حالانکہ راقم الحروفؒ نے ...... اپنے مضمون میں نہ تو ...... کسی مدرسے کا نام لیا اور نہ ہی کسی مفتی صاحب کا ذکر کیا ...... لیکن نقد نگار ...... کا اس پر بھڑک اٹھنا ناقابل فہم ہے۔ اس حوالے سے ہماری معروضات کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

۱۔ مولانا ...... شاہ سعید رائے پوریؒ کوئی عام شخص یا کوئی عام درجے کے عالم دین نہ تھے۔ وہ ایک بہت بڑے علمی اور فکری خانوادے کے اہم فرد تھے۔ انہوں نے دیوبند تحریک کے ...... اہم ترین علماء سے ...... تعلیم اور تربیت

---

* صدر شعبہ دائرہ معارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

پائی تھی اور جب ان کی وفات کا موقع آیا......تو علماء اور صلحا کی بہت بڑی تعداد نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور اندرون ملک اور بیرون ملک سے ان کے حق میں سیکڑوں تعزیتی پیغامات آئے۔ اخبارات ورسائل اور جرائد میں ان کے حق میں تعزیتی اور توصیفی مضامین ومقالات لکھے اور شائع کیے گئے۔ ایک ایسی شخصیت کے متعلق فتویٰ صادر کرتے ہوے متعلقہ مفتی حضرات کا یہ فرض تھا کہ وہ با حکم قرآنی کے مطابق کہ ظن المومنون والمؤمنات بانفسھم خیراً (النور۔۱۲)۔ مسلمان ایک دوسرے کے بارے میں اچھا گمان رکھیں، مولانا کے بارے میں نیک گمان رکھتے اور یہ خیال کرتے کہ اس قسم کے عقائد جوان کی طرف منسوب کیے گئے ہیں وہ مولانا جیسے شخص کے نہیں ہو سکتے اور اگر یہ بات ضروری تھی تو مولانا سے اس بارے میں تصدیق کرالی جاتی۔ یا کم ازکم اس قسم کا فتویٰ لینے والے حضرات سے ہی یہ کہا جاتا کہ ان الزامات کے لیے کوئی معتبر ثبوت پیش کریں۔

اس سلسلے میں ستمبر۱۹۷۴ء میں ......ذوالفقار علی بھٹو کی زیر صدارت ......قومی اسمبلی کا جو اجلاس قادیانیت کے خلاف فیصلہ کرنے لیے منعقد ہوا اس کا بطور مثال کے ذکر کیا جاسکتا ہے۔ اس وقت کی قومی اسمبلی کی اکثریت، بشمول ذوالفقار علی بھٹو، اگر چہ دینی مسائل کے بارے میں کچھ زیادہ علم نہ رکھتی تھی، تا ہم انہوں نے مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری کے خلاف فتویٰ دینے والوں سے ......زیادہ احتیاط اور دور اندیشی کا مظاہرہ کیا تھا کہ انہوں نے مرزائے قادیان کے خلاف، جس کے کفر میں کسی بھی مسلمان کو شک اور شبہ نہ تھا، فیصلہ کرنے سے پہلے غلام احمد قادیانی ...... کے نمائندے اور اس کے ملعون جانشین کو قومی اسمبلی میں طلب کیا اور اسکے عقائد کے بارے میں اس کا موقف اور اس کی رائے معلوم کی اور جب اس نے تمام لوگوں کے سامنے اپنے کفریہ عقائد اور خیالات کا اظہار کیا تو اس کے غیر مسلم ہونے کا تاریخی فیصلہ صادر کیا گیا۔ جبکہ مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری کے معاملے میں ایسی احتیاط اور دور اندیشی نہیں دکھائی گئی۔ اور ایسے عقائد کو جو ان کے کبھی تھے ہی نہیں ان کی طرف منسوب کر کے ان کے خلاف فتوے صادر کر دیئے گئے۔

۲۔ دوسری طرف ہمارے ہاں بدقسمتی سے یہ فیشن بن گیا ہے کہ معمولی معمولی باتوں پر دوسروں پر الحاد، بے دینی اور کفر کے فتوی لگا دیے جاتے ہیں اور لوگوں کو اسلام سے خارج کردیا جاتا ہے اور یہ کام کچھ ایسے طریقے پر کیا جاتا ہے کہ عام لوگ، جنھیں دین کے بارے میں کچھ زیادہ علم نہیں ہے وہ اس قسم کے فتوؤں کا ذکر کر کے ان کا مذاق اڑاتے ہیں۔......

جمعیت علمائے اسلام کی مرکزی قیادت بشمول مفتی محمود قدس سرہ‘ ......اسی قسم کی فتویٰ بازی کا شکار ہو چکی ہے۔ ۱۹۷۰ء میں ...... جمعیت علمائے اسلام پاکستان (مفتی گروپ) کی طرف سے ذوالفقار علی بھٹو کے معاشی پروگرام کی ......حمایت پر......کئی سو علمائے کرام نے ان کے خلاف فتوی جاری کیا تھا، جواب تاریخ کا حصہ بن چکا ہے۔ جس کے خلاف سید امین گیلانی نے مشہور نظم لکھی تھی، جس کا ایک مشہور مصرعہ یہ تھا ۔

"فتویٰ ایک سو تیرہ کا ، جھگڑا ایک سو تیرہ کا"

۳۔مولانا کے خلاف جن باتوں کو بنیاد بنایا گیا انہیں دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(الف): ان کی طرف منسوب غلط عقائد:

ان فتاوی میں مولانا کے خلاف جن عقائد کو فتوے کی بنیاد بنایا گیا ہے وہ مولانا کے کبھی تھے ہی نہیں، اور نہ ہی یہ عقائد کسی مسلمان کے ہو سکتے ہیں، ان کے لیے کوئی ٹھوس بنیاد پیش نہیں کی گئی۔ تنقید نگار نے اپنے مضمون میں کوہاٹ اور ہنگو کے مدرسین کا ذکر کیا ہے جو بزعم خویش فکر ولی اللہی تنظیم کے رکن تھے اور خالی الذہن طلبا کے سامنے دوران درس ایسی باتیں چھیڑ دیتے جس سے طلبہ چونک پڑتے۔اور نماز ایسی عبادت کے بارے میں بھی توہین آمیز باتیں ان کی طرف سے طلبہ کو سننا پڑتی تھیں۔حال آں کہ تنظیم کے ذمہ دار افراد کے مطابق ان مدارس میں تنظیم کے کوئی مدرسین کبھی نہیں رہے۔

تنقید نگار سمیت جن لوگوں نے اس روایت پر یقین کیا ہے ان کے فہم وفراست پر تعجب ہوتا ہے......

اول تو...... یہ انداز ہی مشکوک ہے کوئی دو مدرس، پھر ان کا تنظیم فکر ولی اللہی ...... سے تعلق، پھر ان کے مذہب کے خلاف بیانات۔ پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ...... ان کے ان خیالات سے یہ کیسے پتہ چلا کہ یہ خیالات تنظیم فکر ولی اللہی اور مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری کے ہیں؟۔کیا یہ قیاس مع الفارق نہیں ہے۔

علاوہ ازیں جن لوگوں نے فتوے جاری کیے، تنظیم فکر ولی اللہی کے عہدے داران نے ان سب حضرات کو فرداً خطوط تحریر کیے اور ان عقائد وخیالات کی مکمل طور پر تردید کی۔اور اس بات کی یقین دہانی کروائی کہ ان کا اور ان کی تنظیم کا، ان عقائد اور ان خیالات سے دور کا تعلق بھی نہیں ہے۔ اس حوالے سے مولانا نے بذات خود بھی کئی علمائے کرام کو خطوط تحریر کیے اور اپنے عقائد تحریر کیے اور بار بار لکھا کہ انکے وہی عقائد اور وہی خیالات ہیں جو علمائے دیوبند کے ہیں، مگر ان کی بات پر یقین نہیں کیا گیا اور بدستور اپنے سابقہ فتوے پر اصرار کیا گیا۔مولانا کا یہ خط ہم عنقریب نقل کریں گے۔

(ب) ان میں کچھ ایسی باتیں اور ایسے خیالات ہیں جن کا تعلق معاشی مسائل اور سیاسی امور کے ساتھ ہے اور جن کی بنا پر نہ تو کسی کی تکفیر کی جا سکتی ہے اور نہ ہی کسی پر الحاد اور بے دینی کا فتویٰ لگایا جا سکتا ہے اور نقد نگار نے ...... مولانا حامد میاں کی سرپرستی میں جمعیت علمائے اسلام کے اجلاس میں اصلاح احوال کے لیے جن تین مطالبات کا اپنی طرف سے ذکر کیا............وہ اسی زمرے میں شامل ہیں۔

مثلاً یہ کہ وہ جمعیت علمائے اسلام کی سرپرستی کو تسلیم کریں ...... کیا جو لوگ جمعیت علمائے اسلام کی سرپرستی کو تسلیم نہیں کرتے وہ تمام لوگ دائرہ اسلام سے خارج ہیں ؟ کیا جمعیت علمائے اسلام مولانا سمیع الحق گروپ اور نظریاتی گروپ ...... وغیرہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور کیا پاکستان کی وہ تمام جماعتیں جو جمعیت علمائے اسلام کی سرپرستی کو تسلیم نہیں کرتیں وہ سب لائق گردن زدنی ہیں؟

اور یہ کہ وہ جہاد افغانستان کو جہاد تسلیم کریں۔ یہ مطالبہ بھی بے حد عجیب ہے۔ نقد نگار نے یہ نہیں لکھا کہ...... یہ کونسی قرآنی آیت میں لکھا ہے کہ جہاد افغانستان کو جہاد تسلیم کیے بغیر بندہ مسلمان نہیں ہوسکتا اور کسی بھی شخص کو اس بارے میں رائے دینے یا رائے رکھنے کا حق حاصل نہیں ہے۔

اسی طرح ان کا تیسرا مطالبہ یہ کہ تبلیغی جماعت اور ان کے سرکردہ افراد کے بارے میں ہمیشہ تحقیر آمیز رویہ اختیار کیے ہوتے ہیں وہ اپنے اس رویئے سے باز آجائیں۔

یہ بھی کیا بیگانہ بات ہے، اس لیے کہ پاکستان اور ہندوستان میں بہت سے علمائے کرام تبلیغی جماعت سے اتفاق نہیں رکھتے۔ کیا ان سب کو دائرہ اسلام سے خارج کردینا چاہیے؟ اور یہ بھی نقد نگار مولانا جیسے ذہنوں کی اختراع ہے کہ مولانا رائے پوری رالغؒ ان کے بارے میں تحقیر آمیز رویہ رکھتے تھے۔ مولانا کو تبلیغی جماعت اور اس کے طریقہ کار سے اختلاف ضرور تھا، مگر انہوں نے کم از کم میرے سامنے کبھی کوئی تحقیر آمیز کلمہ یا جملہ اکابر تبلیغ کے متعلق نہیں کہا۔ بلکہ جیسا کہ ہم نے گذشتہ مضمون میں ذکر کیا، مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری بانی و مؤسس تبلیغ کے براہ راست شاگرد تھے اور کوئی نالائق سے نالائق شاگرد بھی...... اپنے استاد کے متعلق تحقیر آمیز رویئے کا...... متحمل نہیں ہوسکتا۔

مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ کے صاحبزادے، مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کے نواسے کے بیٹے اور شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے کنار پروردہ ہیں۔ ان کا نام رکھنے سے لیکر ان کی تمام تعلیم وتربیت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کی نگرانی میں ہوئی اور انہوں نے سہارنپور کے مدرسہ مظاہر العلوم سے تعلیم وتربیت پائی۔ وہ اپنے روحانی بزرگوں اور اپنے اساتذہ کرام کی طرف سے اس عظیم فکر وفلسفہ کے وارث بنے جس کی ابتدا شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور ان کے شاگرد وجانشین شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے کی اور جو شہدائے بالاکوٹ سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ اور مولانا عبدالحئیؒ بڈھانویؒ سے ہوتی ہوئی علمائے دیوبند تک پہنچی اور جسے مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ......، شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ اور شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ نے اپنی تگ وتاز کا مرکز بنایا۔...... فکر وفلسفہ کی اس اہم ترین روایت کا مقصد...... اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی راہ ہموار کرنا اور دنیا کو سفید سامراج کے ذہنی اور فکری تسلط سے آزاد کرنا ہے۔

خلافت عثمانیہ کے زوال (۱۹۲۴ء) کے بعد سفید سامراج نے پوری دنیا پر اپنا من پسند نظام نافذ اور مسلط کرنے کی کوششیں تیز کردیں۔ چنانچہ اس منصوبے کے تحت فلسطین میں مملکت اسرائیل کا ناجائز پودا کاشت کیا گیا اور اس کے ذریعے پورے مشرق وسطی پر حکمرانی کی بساط بچھائی گئی۔

اس سفید سامراج کا مقابلہ کرنے کے لیے دنیا میں مختلف قوتیں اٹھیں جن میں سوویت یونین...... اور اس کے اتحادی ممالک سرفہرست ہیں چنانچہ ان دونوں قوتوں میں پوری دنیا میں...... کہیں گرم اور کہیں سرد جنگ شروع

ہوگئی۔ یہ وہ دور تھا کہ جب اسلامی ممالک ایک ایک کر کے ...... آزاد ہو رہے تھے یہ فیصلہ کرنا کہ اس جنگ میں، جہاں دونوں طرف کفریہ طاقتیں تھیں ان کی ہمدریاں کس کے ساتھ ہیں دنیائے اسلام ...... دو حصوں میں تقسیم ہوگئی۔ دنیائے اسلام کا بہت بڑا حصہ جس میں مصر، عراق، شام، الجزائر، انڈونیشیا اور افغانستان شامل تھے سوویت یونین کیساتھ کھڑے ہوگئے جبکہ بہت سے ممالک مثلاً ایران، پاکستان سعودی عرب ملائیشیا اور ترکی، وغیرہ شامل تھے وہ امریکی کیمپ میں چلے گئے۔

لہٰذا یہ مسئلہ خالصتاً اجتہاد اور ذاتی رائے کا ہے کہ ان میں سے کون سا دشمن کم خطرناک ہے اور کون سا زیادہ خطرناک۔ علمائے دیوبند کی اکثریت خصوصاً حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی، حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اور جمعیت علمائے ہند کے اکابرین شامل ہیں، سفید سامراج کو، جس کی قیادت ۱۹۴۵ء تک برطانیہ کے پاس تھی اور اس کے بعد سے اب تک امریکہ کے پاس ہے، زیادہ خطرناک تصور کرتے تھے حضرت شیخ الہندؒ کا یہ قول مشہور ہے کہ ''اگر مجھے جلا کر راکھ بھی کر دیا جائے۔ تو میری راکھ بھی انگریز سے نفرت کرے گی۔''

انگریز اور اس کے حواریوں سے یہ نفرت خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کا خاصہ ہے۔ شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ اور مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کی دوستی اور ان کی باہمی محبت کون نہیں جانتا اور پھر مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کی برپا کردہ تحریک ریشمی رومال میں ان دونوں حضرات کے کردار کا کسے علم نہیں۔ یہ سب اب تاریخ کا حصہ بن چکا ہے۔ اسی طرح مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کی انگریز سے نفرت بھی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ جبکہ مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ بھی اسی رنگ میں رنگے ہوئے تھے، اگر چہ وہ اس کا اظہار بہت کم کرتے تھے۔ مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ نے ان تینوں بزرگوں کا دور دیکھا تھا اور ان تمام سے فیض تربیت پایا تھا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اظہار کا ملکہ بھی خوب عطا کیا تھا۔ لہٰذا انہوں نے انگریز اور اس کے حواریوں کے خلاف عملی جدوجہد کے ساتھ ساتھ زبانی جہاد بھی کیا۔ مولانا کو اس بارے میں بڑا شرح صدر تھا کہ مسلمانوں کی زیادہ تر بلکہ تمام تر مصیبتوں اور تکلیفوں کا سبب یہی سفید سامراج ہے اور حالیہ دنوں میں خصوصاً جہادِ افغانستان اور اس کے بعد عالمی سطح پر جو واقعات پیش آئے اس سے مولانا کے یقین میں اور اضافہ ہوگیا تھا۔

علاوہ ازیں مولانا سعید احمد رائے پوریؒ ...... اس دور میں جب دنیا میں بڑی تیزی سے تبدیلیاں آرہی تھیں...... مدرسہ مظاہر العلوم اور تحریک دیوبند سے تعلق رکھنے والے بہت سے علمائے کرام سے تربیت حاصل کر رہے تھے ان تمام بزرگوں کو انگریز سے شدید نفرت کرتے دیکھا تھا...... اس حوالے سے مولانا رائے پوری مولانا عبیداللہ سندھیؒ سے بھی بے حد متاثر تھے اور تحریک ریشمی رومال اور انگریز کو ہندوستان سے نکالنے کی انکی جدوجہد کے بہت زیادہ مداح تھے اور خود کو مولانا عبیداللہ سندھیؒ اور مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کا فکری ...... وارث تصور کرتے تھے،

لہذا وہ عالمی سطح پر سفید سامراج کے سخت مخالف تھے اسی بنا پر ہر وہ تحریک کی جس میں انہیں انگریز سامراج کا سایہ یا عکس دکھائی دیتا...... وہ اسکی سخت مخالفت کرتے تھے۔ مولانا کا سب سے بڑا جرم کہ لیں یا قصور کہ لیں بس یہی تھا۔

اس کا فطری نتیجہ یہ تھا کہ مولانا ذہنی طور پر بائیں بازو سے تعلق رکھنے والے ممالک اور جماعتوں کے زیادہ قریب تھے اور یہ وہی پالیسی ہے جس پر ۱۹۷۰-۱۹۷۱ء کے انتخابات میں جمعیت علمائے اسلام (مفتی محمود گروپ) عمل پیرا رہی ...... اور مولانا غلام غوث ہزاروی ...... اپنے آخری سانس تک اسی پر عمل پیرا رہے، لیکن وقت کے ساتھ جمعیت علمائے اسلام (مفتی گروپ) نے اپنی یہ پالیسی بدل ڈالی ...... اور وہ ان جماعتوں کے ساتھ جا بیٹھی جو دنیا میں انگریز سامراج کی بالادستی کی حامی ہیں جن میں مولانا کے خیال میں جماعت اسلامی اور مصر کی اخوان المسلمین سرفہرست ہیں۔

مولانا سعید احمد رائے پوری چونکہ جمعیت علمائے اسلام کی نئی پالیسی کے حامی نہ تھے اور وہ اسکے خلاف مجالس میں گفتگو فرماتے تھے اس لیے دونوں میں فاصلے بڑھنے لگے۔ اور بالآخر دونوں کے راستے جدا جدا ہو گئے۔

مولانا سعید احمد رائے پوری ...... ۱۹۷۵ء - ۱۹۷۶ء تک اپنے انقلابی یا ترقی پسند خیالات کے باوجود جمعیت علمائے اسلام کے رہنما اور جمعیت طلبائے اسلام کے سرپرست رہے، اس وقت تو ان پر نہ تو کوئی فتویٰ لگا اور نہ ہی ان کے خلاف کوئی تحریک چلی، لیکن جب وہ اپنے انہی انقلابی خیالات کے ساتھ تنظیم فکر ولی اللہی کی بنیاد رکھتے ہیں اور وہ جہاد افغانستان کو سفید اور سرخ سامراج کی جنگ قرار دیتے ہیں تو ان پر فتوی لگنے شروع ہو جاتے ہیں اور ان کو بے دین اور ملحد قرار دیا جانے لگتا ہے!

۴۔ ہمارے دل میں مولانا سلیم اللہ خان صاحب کا جو وفاق المدارس کے کئی برسوں سے صدر ہیں اور اسی طرح فتوئ جاری کرنے والے دوسرے علمائے کرام اور مفتیان عظام کا بے حد ادب اور احترام ہے اور ہمارا مقصد ان بزرگوں کی ذات پر ہرگز ہرگز کیچڑ اچھالنا نہیں ہے لیکن آخر کار وہ بھی ایک انسان ہیں اور اگر امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ جیسے اکابر سے اجتہادی غلطیاں ہوسکتی ہیں جن پر کسی اور نے نہیں بلکہ خود ان کے عزیز ترین شاگردوں نے گرفت کی اور جس کی تفصیل ہر ایک دینی مدرسے میں پڑھائی جاتی ہے تو یہاں بھی یہ ممکن ہے کہ مولانا سلیم اللہ خان صاحب اور دوسرے علمائے کرام سے بھی سننے اور سمجھنے میں غلطی ہوئی ہو اور خاص طور پر جب مسئلہ کسی کے ایمان اور الحاد اور زندیقی کا ہو تو ہمارا مذہب ہمیں بے حد احتیاط کا حکم دیتا ہے ...... اور اب چونکہ ایک فریق یعنی مولانا سعید احمد رائے پوری اس دنیا میں نہیں رہے اور وہ اپنے رب کے سامنے پیش ہو چکے ہیں اس لیے اس مسئلے کی وضاحت ضروری ہے تاکہ سابقہ مسئلے یعنی شاہ عبدالقادر رائے پوری کی تدفین کے مسئلے کی طرح جس میں بقول مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ ''جن لوگوں نے ایسا کیا وہ گناہگار ہیں اور جب تک اسے درست نہیں کیا جائے گا۔ وہ گنہگار رہیں گے۔'' اس مسئلہ میں بھی ہم گنہگار نہ ہوتے رہیں۔ (جاری ہے)

مولانا محمد تبریز عالم قاسمی*

دینی مدارس میں تعلیم وتربیت

دینی مدارس میں دوشعبوں کو بنیادی حیثیت حاصل ہے : شعبہ تعلیم اور شعبہ تربیت، تعلیم کی مثال جسم کی سی ہے : جبکہ تربیت روح کی مانند ہے، روح کی اہمیت جسم سے زیادہ ہے، اس کے بغیر جسم مردہ اور بے معنی ہے، اسی طرح تربیت کے بغیر تعلیم ادھوری اور غیر مفید رہتی ہے، تعلیم پھول ہے تو تربیت خوشبو، تعلیم الفاظ ہیں تو تربیت معانی، اور جب یہ دونوں اصول جو ہر انسانی رگ وریشہ میں سرایت کرجاتے ہیں تو اسی آن انسانیت اور انسان کی نافعیت کی تکمیل ہوتی ہے۔

دینی مدارس میں تعلیم کا محور دینی علوم کا حصول :

یعنی حلال وحرام کی پہچان، جائز وناجائز کی معرفت، معروف ومنکر کی شناخت، خودشناسی وخداشناسی کا ہنر، خیر وشر کی تمیز، سنت وبدعت کی تفریق، حق وباطل کی چھان پھٹک، کھرے اور کھوٹے کی پرکھ، دہشت گردی وفرقہ پرستی وانسانیت نوازی میں امتیاز، موت ومابعد الموت کا یقین اور دین اسلام کی حقانیت کے دلائل کا علم، یہ تعلیم کے مختصراً بنیادی مقاصد ہیں، جن کی بازیابی کے لیے ہمارے دینی مدارس وسیع پیمانے پر اپنے اپنے انداز میں سرگرم عمل ہیں، اور ان کو روبہ عمل لانے کے لیے نت نئے طریقے اختیار کرتے ہیں، اور ان کی تکمیل کے لیے ضمنی وذیلی شعبے قائم کیے ہوئے ہیں، جن سے طلبہ مستفید ہونے کی سعی وکوشش کرتے ہیں۔

تربیت:

اس عنوان کے تحت عمل، ادب، اخلاق اور تہذیب آتے ہیں، اس کا مقصد ہے سابقہ زندگی میں خاطر خواہ تبدیلی، خوف خدا کا استحضار، زندگی میں نظم ونسق سے واقفیت، فرائض وسنن کی کما حقہ پابندی، حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی مکمل پاسداری، والدین واساتذہ کی دل کی گہرائیوں سے قدر دانی، بزرگوں کے مقام ومرتبہ کی شناخت، اجتماعی وانفرادی زندگی میں بڑوں وچھوٹوں کی رعایت، خلوت وجلوت میں جینے کا ڈھنگ، اپنوں اور غیروں کی نفع رسانی کی فکر یا کم از کم نقصان نہ پہونچانے کا عزم، خدمتِ دین کا جذبہ اور ملک وملت کی

* استاذ دار العلوم حیدرآباد انڈیا

خیر خواہی جیسے اوصاف کا پیدا ہو جانا تربیت کے دائرے میں آتا ہے، اور پھر ان اوصاف کے حاملین کی زندگی، وضع قطع اور رہن سہن سے نظم وضبط اور ڈسپلن نہ صرف ظاہر ہوتا ہے؛ بلکہ دوسروں پر بھی اس کا دیرپا اثر پڑتا ہے، الغرض تربیتِ اخلاق تعلیم کا ثمرہ اور نتیجہ ہے۔

دینی مدارس کا دور:

ہندوستان میں قائم کردہ دینی مدارس کے عہد کو دو خانوں میں بانٹا جاسکتا ہے :مدارس کا ایک زریں دور وہ تھا جب مدارس کی بنیاد توکل وللّٰہیت پر قائم ہوا کرتی تھی، تقویٰ وطہارت ان کا شعار تھا، سنتِ نبوی کی پیروی ان کا نصب العین تھا، شریعت وطریقت کا حصول واشاعت ان کا مشن تھا، اہلِ مدارس فکرِ معاش کے نہیں، فکرِ معاد کے پیکر تھے، یہاں جملہ معترضہ کے طور پہ یہ وضاحت ضروری ہے کہ قانون فطرت کے مطابق فکر معاد، فکر معاش سے آزادی میں ممد ومعاون ہے، فرق "یقینِ محکم" سے پڑتا ہے۔اس دور کے مدارس دنیاوی ماحول، نام نہاد انگریزی تہذیب اور مادیت کے ریل پیل سے کنارہ کش تھے، اس دور کے مدارس میں اساتذہ وطلبہ نہ صرف تعلیم کی؛ بلکہ تربیت کے لیے بھی کوشاں رہا کرتے تھے، اور اگر یوں لکھ دیا جائے کہ تربیت پر توجہ زیادہ ہوتی تھی تو کوئی مبالغہ نہیں، یہی وجہ ہے کہ اس دور کے مدارس درودیوار کے محتاج نہیں تھے اور ایک انار کے درخت تلے بھی مدرسہ؛ بلکہ ام المدارس قائم ہوجاتا تھا، یہی سبب تھا کہ اس دور کے مدارس میں نہ کلاس کی حد بندی تھی، نہ حاضری رجسٹر اور گھنٹہ وار پڑھائی کا نظام تھا، اور ایسا بھی نہیں کہ فلاں کلاس میں فلاں کتاب ہی پڑھنی ہے، اور نہ ہی امتحان ہال میں نگرانی کی حاجت تھی اور نہ ہی نماز جیسی اہم عبادت کے لیے دوڑانے اور بھگانے کے لیے اساتذہ کی نگرانی تھی، الغرض تربیت یافتہ اساتذہ کی تربیت ہی طلبہ عزیز کی زندگی میں انقلاب پیدا کردیتی تھی، پھر کوئی طالب علم "شیخ الاسلام" تو کوئی "حکیم الاسلام" کی شکل میں ابھرتا اور کوئی مفکرِ ملت ہوتا تو کوئی "حکیم الأمت" بنتا۔

دینی مدارس کا دوسرا عہد وہ ہے، جس میں بیشتر مدارس کے مزاج ومذاق بدل گئے، مغرب سے درآمد جدید طور طریقے چور دروازے سے درآئے، اساتذہ وطلبہ میں دوریاں دراز ہونے لگیں، علمِ دین کا حصول عصری علوم کی طرح ہوگیا، ادب واحترام جو مدارس کا طرۂ امتیاز تھے، وہ کتابوں میں محدود ہونے لگے، اساتذہ وطلبہ میں بدگمانی کی دیوار قائم ہونے لگی، مدارس اور طلبہ کی تعداد ماشاء اللہ خوب بڑھی اور بڑھ رہی ہے؛ مگر اخلاص وتوکل کی عمارت کمزور سے کمزور تر ہونے لگی ہے، معاش کی فکر، فکر معاد پر غالب آنے لگی، دینی مدارس کو سرکاری مدارس میں تبدیلی کی لہر چلی، دنیا اور دنیا کی غیر ضروری چیزیں مدارس میں نہ جانے کب دبے پاؤں گھس گئیں، پتہ بھی نہ چلا، تعلیم برائے تعلیم ہوگئی اور تربیت کی اہمیت وضرورت کا خیال رفتہ رفتہ مٹنے لگا؛ نتیجہ یہ ہوا کہ ادب وعمل زندگی سے رخصت ہونے لگے، تربیتی کتابیں (گلستاں، بوستاں، نفحۃ العرب، تہذیب الاخلاق اور پندنامہ جیسی دیگر کتب)

داخلِ نصاب اب بھی ہیں؛ لیکن الفاظ کی حد تک، معانی وحقیقت سے صرفِ نظر کا مرض بڑھتا جارہا ہے، امتحان کے بعد ذہن وزندگی سے وہ قیمتی مضامین اور اقوالِ زریں محو ہو جاتے ہیں۔ اول الذکر مدارس کے عہد کے اکابر کی تربیتی باتیں اور ان کے واقعات کو پڑھ اور سن کر سراہا تو جانے لگا؛ لیکن ان پر عمل کی فکر ختم ہونے لگی۔ یہاں ٹھہر کر یہ وضاحت ضروری ہے کہ اس ثانی الذکر حالات سے بعض مدارس اور کچھ اربابِ مدارس مستثنیٰ ہیں، طلبہ اور اساتذہ کی مختصر سی جماعت اپنے اکابر واسلاف کے خطوط ونقوش کی حفاظت میں تن من دھن سے لگی ہوئی ہے اور وہی فکر، وہی انداز اور وہی وضع قطع اپنائے ہوئی ہے، انھیں یقین ہے کہ اکابر کا طرز ہی کامیابی کا خطِ مستقیم ہے۔

اب کرنا کیا ہے؟

ثانی الذکر حالات کا ذمہ دار کون ہے؟ کیا اساتذہ، کیا طلبہ یا دونوں یا پھر کوئی غیر علمی بیرونی طاقت مثلاً موبائل وانٹرنیٹ کا منفی استعمال وغیرہ؟ اس کا جواب تلاش کرنا مشکل نہیں ہے، بہرحال جواب جو بھی ہو، مدارس کا نظام اساتذہ وطلبہ سے رواں دواں رہتا ہے اور استاذ وشاگرد کے مقدس رشتوں کی روایت بہت پرانی ہے اور دن رات انھیں کو ایک دوسرے سے سابقہ پڑتا ہے؛ اس لیے انھیں دونوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اس پرانی روایت کو پھر سے زندہ کریں، اساتذۂ کرام پھر وہی شمع روشن کریں، جس سے ماضی کی تاریخ روشن ہے، خاکے میں پھر وہی پرانا رنگ بھریں جس کے بغیر عہدِ اوّل کی تصویر دھندلی ہوگئی ہے، اور طلبہ، اساتذہ کا بھرپور تعاون کریں اوران کیلئے ہدیہء دل پیش کرنے کا جذبہ رکھیں، ان کی ہدایت ورہنمائی کو صمیم قلب سے قبول کریں، انھیں آئیڈیل اور مشعلِ راہ خیال کریں؛ کیونکہ علم وادب صرف کتابوں سے نہیں حاصل کیا جاسکتا؛ ورنہ کتب خانے کے مالکان حضرات عالم ہی نہیں علامہ ہوتے، مولانا تھانویؒ کی طرف، غالباً مجالس حکیم الامت میں یہ بات الفاظ کے فرق کے ساتھ لکھی ہوئی کہ کسی نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ نے ڈھیر ساری کتابیں لکھی ہیں، اس کے لیے ہزاروں کتابوں کا مطالعہ کیا ہوگا، حضرت نے فرمایا: میں نے "کُتُب" تو کم "قُطُب" زیادہ پڑھے ہیں، یعنی مجھے جو کچھ آیا ہے وہ حضرت حاجی امداد اللہؒ، حضرت یعقوب نانوتویؒ اور دیگر اساتذہ کرام کی تعلیم اور ادب وتربیت سے آیا ہے۔ طلبہ حضرت تھانویؒ کی یہ بات حرزِ جان بنالیں تو پھر سے وہ روایت زندہ ہوسکتی ہے، تربیت اور ادب واحترام ہی وہ مرکزی نقطہ ہے، جس سے دینی مدارس اور عصری تعلیم گاہوں میں فرق ہوسکتا ہے، طلبہ یہ یقین کریں کہ اساتذۂ کرام، والدین کے بعد ہمارے سب سے بڑے محسن ہیں اور اساتذہ یہ خیال تازہ کریں کہ طلبہ قوم وملت کے ہیرے ہیں، انھیں تراش خراش کر عمدہ بنانا، انھیں کی ذمہ داری ہے، طلبہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ سارے اساتذہ کا یکساں ادب کریں، اپنے اساتذہ کے ساتھ خاص عقیدت ومحبت ہو اور اساتذہ اپنے طلبہ کے ساتھ خاص شفقت کا معاملہ کریں۔ مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ہمارے اکابر نے کتابوں کے ساتھ، اساتذہ کا ادب

واحترام بھی بہت زیادہ کیا، جس کی وجہ سے اساتذہ نے بھی ان کی تربیت کی فکر کی، ہمیں یقین کرنا چاہیے کہ تربیت اودب کے باب میں کوتاہی ہمارے لیے مہلک ہے، اساتذہ سفیان ثوریؒ کے اس جملے پر غور کریں کہ "موتُ الأكَابِرِ كَبَّرَنَا" بڑوں کی رحلت نے ہمیں بڑا بنایا یعنی آج کا طالب علم ہی مستقبل میں استاذ ہوگا، اگر طالب علم کی صحیح تربیت نہیں ہوئی تو دوسروں کی تربیت وہ ناقص ہی کرے گا، اور طلبہ میں جب تک جذبہ اطاعت اور سلیقہ وادب کا فقدان ہوگا، اساتذہ ان کی تربیت کما حقہ نہیں کر سکتے۔

علم تو لازم شے ہے یعنی کبھی اس کا فائدہ دوسروں تک نہیں پہونچا کرتا، عالم کی ذات ہی تک محدود رہتا ہے؛ لیکن تربیت وادب متعدی چیزیں ہیں، ان کا اثر اوروں پر ضرور پڑتا ہے۔

صحبتِ صالح ترا صالح کند صحبتِ طالح ترا طالح کند

شیخ سعدیؒ بہت پہلے کہہ گئے ہیں۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے تربیت کے ذریعہ ہی صحابہ کرامؓ کو عظیم انسان کی صف میں لاکھڑا کر دیا، آپ علیہ السلام کو معلم کائنات کے ساتھ ساتھ مربی کائنات بھی بنایا گیا، قرآن نے آپ کا فریضہ تعلیم کتاب کے ساتھ تزکیہ نفوس بھی بتایا ہے، طلبہ کو یہ ماننا پڑے گا کہ ضابطہ کا علم کتابوں سے آسکتا ہے؛ لیکن حقیقی دین بغیر کسی کی جوتیاں سیدھی کیے نہیں آسکتا ہے، آج مدارس کے طلبہ کی اکثریت، عموماً اس بات سے بے خبر ہوتی ہے کہ مدارس میں ان کی آمد کا مقصد کیا ہے؟ اور فراغت کے بعد ان کا میدانِ کار کیا ہوگا؟ اساتذہ انھیں اس کی طرف تربیت ہی کے ذریعہ متوجہ کر سکتے ہیں۔

ہم نے اگر ان وجوہات وگزارشات پر سنجیدگی وفہمیدگی کے ساتھ غور کیا اور عملی طور سے برتنے کی کوشش کی تو کافی حد تک تبدیلی کی امید کی جاسکتی ہے، اور ان باتوں کو قصہ پارینہ ہونے سے بچایا جاسکتا ہے، اور تربیت وادب کے حوالے سے مثبت انقلاب اساتذہ وطلبہ ہی لاسکتے ہیں کوئی تیسرا نہیں، ورنہ تربیت وعمل کی رخصت پزیری کا سفر جاری رہے گا، جو ہمارے لیے اور قوم وملت کے لیے بہت ہی مضر ثابت ہوگا۔

فری اسلامی تعلیم کیلئے سکالرشپ برائے سعودی یونیورسٹیز

وہ حضرات جنھوں نے پچھلے پانچ سالوں میں ایف اے یا اس کے مساوی' یا کسی دینی مدرسے سے العالیۃ کی سند حاصل کی ہو اور ان کی عمر 23 سال سے زائد نہ ہو' یا پچھلے پانچ سالوں میں بی اے کی سند حاصل کی ہو اور عمر 30 سال سے زائد نہ ہو۔

رابطہ : پروفیسر ڈاکٹر رانا خالد مدنی (فاضل مدینہ یونیورسٹی پی ایچ ڈی)

سابق مترجم مواجہ شریفہ' مسجد نبوی' مدینہ منورہ' چیئرمین ادارہ اشاعت اسلام لاہور۔

موبائل نمبر 0306-4476055

جناب بریداحمد نعمانی

عالم اسلام لہولہو!

عالم اسلام لہولہو ہے' دمشق سے کابل اور بیت المقدس سے میانمار تک ہر طرف مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ ہے ہر جگہ مظلوم ایک، مگر ظالم کی شکلیں اور صورتیں جدا جدا' اس کے باوجود پوری دنیا میں مسلمان ہی دہشت گرد، انتہا پسند اور دیگر مذموم القابات سے ملقب ہیں۔ اس وقت عالم کفر نے اہل ایمان پر جو یلغار کررکھی ہے، اس کا ایک بڑا سبب ہماری اجتماعی بے حسی ہے۔ افسوس، حیرت اور لمحہ فکریہ ہے کہ مسلمان خواب غفلت کا شکار ہیں۔ بجائے اس کے انہیں اپنے دشمن کی پہچان ہوتی، الٹا وہ اس کے دام ہم رنگ زمیں میں پھنستے چلے جارہے ہیں۔ صرف گزشتہ چند روز میں پیش آنے والے حوادث اور واقعات کا سرسری جائزہ لے لیا جائے۔ ظلم' جبر، دہشت اور وحشت کے ایسے باب پڑھنے کو ملیں گے، جن میں آج کی متمدن، تہذیب یافتہ اور ترقی کے اعلیٰ معیار پر فائز سمجھی جانے والی قوموں کے مکروہ کردار حیوانیت کو بھی شرمادیتے ہیں جہاں انسانیت وآدمیت نام کی چیز لغت میں موجود نہیں۔

افغانستان سے موصولہ اطلاعات کے مطابق غزنی اور بدخشاں میں نیٹو افواج کی بمباری سے 2 بچوں سمیت 19 شہری شہید ہوگئے رپورٹ کے مطابق صوبہ غزنی کے جنوب مشرقی علاقے میں طالبان نے افغان پولیس پر حملہ کردیا جس پر افغان پولیس نے نیٹو کو مدد کے لیے طلب کیا' نیٹو فورسز نے ہیلی کاپٹر کی مدد سے طالبان پر گولا باری کی۔ جس کے نتیجے میں بچوں کی شہادت رونما ہوئی۔ واضح رہے کہ شہریوں کی ہلاکت پر کٹھ پتلی افغان صدر حامد کرزئی نے گزشتہ ماہ مقامی فورسز کی جانب سے نیٹو کی فضائی مدد طلب کرنے پر پابندی لگائی ہوئی ہے۔

ادھر میانمار کے دارالحکومت ینگون میں ایک دینی مدرسے میں آگ لگنے کے باعث 13 بچے شہید ہو گئے' غیرملکی خبر رساں ادارے کے مطابق پولیس کے ترجمان تھیٹ لوین نے کہا کہ آگ ینگون شہر میں واقع ایک 2 منزلہ عمارت میں لگی جو ایک مسجد کا حصہ ہے، مدرسے میں تقریباً 75 یتیم بچے رہائش پذیر تھے، پولیس ذرائع کے مطابق حالیہ فسادات کی وجہ سے عمارت کے دروازوں کو اندر سے بند کردیا گیا تھا جس کی وجہ سے بچوں کو آگ لگنے کے بعد عمارت سے نکلنے میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ پولیس ترجمان کے مطابق پولیس نے عمارت کا دروازہ توڑ دیا جس کے ذریعے زیادہ تر بچے باہر نکلنے میں کامیاب ہوگئے، اطلاعات کے مطابق واقعے کے وقت زیادہ تر بچے سو رہے تھے، آگ بجھانے والے عملے نے آگ پر قابو پالیا ہے تاہم عمارت بری طرح جل گئی ہے، پولیس کے مطابق زیادہ تر لوگ جل جانے اور دَم گھٹنے سے ہلاک ہوئے ہیں جب کہ ہلاک ہونے والوں میں زیادہ تر نوجوان لڑکے شامل ہیں۔ آگ لگنے کے بعد پولیس کے خصوصی دستے کو علاقے میں بھیج دیا گیا کیونکہ اس کو تخریبی

کارروائی سمجھ کر بہت سے لوگ آگ لگنے والی عمارت کے باہر جمع ہو گئے تھے، واضح رہے کہ ینگون کی ٹاؤن پولیس کی مطابق آگ کسی تخریبی کارروائی کی وجہ سے نہیں بلکہ بجلی میں فنی خرابی کی وجہ سے لگی۔خیال رہے کہ اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق شر پسند بودھوں کو میانمار میں دہشت گردی اور مسلمانوں کی املاک اور مساجد کو جلانے کیلئے سرکاری سپورٹ حاصل ہے، بودھوں کے ہاتھوں قتل عام اور املاک جلائے جانے کے بعد سوالاکھ مسلمان ہجرت پر مجبور ہو چکے ہیں۔میانمر سے شائع ہونے والے جریدے کے مطابق بودھ دہشت گردوں کی جانب سے مساجد سمیت 1300 سے زائد مکانات اور دیگر عمارتیں تباہ کی جا چکی ہیں، ایک ہزار 376 افراد بے گھر ہو گئے، 68 افراد کو گرفتار کرلیا گیا ہے۔مجموعی طور پر اب تک 15 قصبوں میں تشدد کے 163 واقعات کی اطلاعات ملی ہیں۔

دوسری جانب 29 مارچ جمعۃ المبارک کو اسرائیلی سکیورٹی فورسز نے پچاس سال سے کم عمر فلسطینیوں کو مسجد اقصیٰ میں داخل ہونے سے روک دیا، جس کے بعد ان ہزاروں افراد نے قبلہ اول کے باہر ہی جمعہ کی نماز ادا کی۔اقصیٰ فاؤنڈیشن نے بتایا کہ جمعہ کے روز بڑے پیمانے پر مسلمانوں کو مسجد جانے سے روکا گیا تاہم آرتھوڈوکس یہودیوں نے جمعرات کی شام سے ہی دیوار براق کے صحن میں آنا شروع کر دیا تھا، سارا دن اور ساری رات یہودی جتھے یہاں آ کر اپنی رسومات ادا کرتے رہے۔اقصیٰ فاؤنڈیشن کے مطابق 26 مارچ سے دیوار براق اور مسجد اقصیٰ کے احاطوں میں یہودی آبادکاروں کے دھاوے جاری ہیں۔اور یہودی تہوار عید فصح کے حوالے سے یہ سلسلہ ایک ہفتے تک جاری رہے گا۔فاؤنڈیشن نے زور دیا کہ دیوار براق مسجد اقصیٰ کا جزو لاینفک ہے جس پر صرف اسلامی حق ہے بالخصوص براق صحن کو سن 1967ء میں مراکشی کالونی منہدم کر کے بنایا گیا تھا جس پر یہودیوں کا نہیں بلکہ مسلمانوں کا حق ہے اس حوالے سے یہاں تمام تلمودی حوالے بے بنیاد اور من گھڑت ہیں۔

ایک دوسری رپورٹ کے مطابق یہودی شہریوں کے حوالے سے انسانی اور خواتین کے حقوق پر واویلا مچانے والی اسرائیلی حکومت نے فلسطینی خواتین کے حقوق کو مکمل طور پر نظر انداز کر دیا ہے۔اس وقت پانچ ہزار کے قریب فلسطینی صہیونی عقوبت خانوں میں ظلم وستم کا شکار ہیں جن میں 11 خواتین بھی شامل ہیں۔ان گیارہ خواتین کو قیدیوں کے حقوق تو درکنار انسانی حقوق بھی میسر نہیں۔آزاد فلسطینی ریاست کے لیے آواز بلند کرنے کی پاداش میں مختلف حیلوں بہانوں سے گرفتار کی گئی ان گیارہ خواتین کو طرح طرح سے ستایا جا رہا ہے۔چند روز قبل صہیونی قید سے رہائی پانے والی فلسطینی اسیرہ نورا الجعبری نے بتایا کہ کال کوٹھریوں کی صعوبت برداشت کرنے والی ان خواتین کو شدید درد اور خوفناک امراض میں بغیر علاج کے رہنا پڑ رہی ہے۔انہیں انتہائی ضروری علاج کی سہولیات بھی میسر نہیں۔متعدد مرتبہ ایسا ہوا کہ اسرائیلی انتظامیہ نے بیمار ہونے والی ان خواتین کو علاج کی سہولت ہی مہیا نہیں کی یا اس میں انتہائی تاخیر کی۔

اسی طرح شامی مسلمانوں (جو گزشتہ دو سال سے ظلم وستم کے پہاڑ سہ رہے ہیں) پر گزشتہ روز ایک اور

قیامت ٹوٹ گئی' رپورٹ کے مطابق ایک ہی دن میں بارہ گھنٹوں کے دوران شامی فوج کے ہاتھوں عوامی قتل عام کے پانچ واقعات ریکارڈ کیئے گئے۔یادرہے کہ ''مارچ 2013'' شام میں دو سالوں سے جاری شورش میں سب سے خونی مہینہ ثابت ہوا ہے جس میں چھ ہزار سے زیادہ لوگ شہید ہوئے۔شامی حکومت کی مخالف 'سیرین آبزرویٹری فار ہیومن رائٹس' نامی تنظیم کے مطابق مارچ دو ہزار تیرہ میں جان کی بازی ہارنے والے 6005 افراد میں 291 عورتیں اور 289 بچے بھی شامل ہیں۔سیرین آبزرویٹری فار ہیومن رائٹس کے سربراہ رامی عبدالرحمٰن نے خبر رساں ادارے رائٹر کو بتایا ہے کہ شام میں دوسالوں سے جاری شورش میں اب تک تقریباً 120,000 افراد شہید ہوچکے ہیں اور ان کی تنظیم 62554 افراد کے کوائف جمع کر چکی ہے۔

بلاشبہ حالات وواقعات کی یہ تصویریں اہل ایمان کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کرتی ہیں'تمام مسلمان جسد واحد کی مانند ہیں۔جس کے ایک عضو کی تکلیف پورے جسم میں سرایت کر جاتی ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان باہمی جھگڑوں اور لڑائیوں سے صرف نظر کر کے ایمانی اخوت اور اسلامی وحدت کا ثبوت پیش کریں۔ جہاں کہیں مسلمان کسمپرسی اور بے بسی کے عالم میں ہیں ،ان کے حق میں موثر ٹھوس اور پائیدار آواز بلند کی جائے۔ اسلامی دنیا کے سربراہان صرف رسمی بیانات، نمائشی اظہار مذمت اور رٹے رٹائے بیانات دے کر، اپنی اجتماعی ذمہ داریوں سے جان نہیں چھڑا سکتے۔ طاغوتی قوتوں کا مقابلہ نیک نیتی ،فراست ایمانی اور باہمی اتحاد واتفاق سے ہی ممکن ہے۔

کیا آپ
ائمہ مساجد، دینی مدارس کے فضلاء کرام یا معلمات میں سے ہیں؟
مسجد، مدرسے، اسکول کے ذمہ دار ہیں؟
دین سے محبت کرنے والے عام مسلمان ہیں؟
یقیناً آپ کو معلوم ہوگا کہ مسلم معاشرے کو اس کی اساس یعنی دین اسلام پر برقرار رکھنے میں آپ کا کردار کس قدر اہمیت کا حامل ہے۔
اسکول، کالج، یونیورسٹی کے طلباء اور طالبات نیز عام مسلمانوں کیلئے دین کی بنیادی تعلیمات پر مبنی
سمر کورس
کے انعقاد کے لئے اپنے پلیٹ فارم پر مراکز قائم کیجئے
جس میں شریک ہونے والے شرکاء
ایمانیات | ارکان اسلام | تلاوت قرآن کریم مع تجوید | احادیث
اسلامی معاشرت اور ضروری مسائل سے واقف ہوسکیں گے
ہم آپ کو مسلم معاشرے کی بہترین خدمت کے لئے صلاحیتوں کے استعمال کی دعوت دیتے ہیں
جید علماء کرام کی زیر نگرانی
ادارہ حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح کے پلیٹ فارم سے آپ کو دعوت عمل دی جارہی ہے
برائے رابطہ: 0322-3596686, 0333-3482248, 021-36374144
نوٹ: ادارہ کورسز کے سلسلے میں نصاب، ۔۔۔، ہینڈ بیٹ اور سندات کی صورت میں تعاون کرتا ہے

ادارہ

افکار و تاثرات

۴۵ سالہ ''الحق'' اشاریہ .... ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری

الحق کے صفحات میں جو علمی خزانے چھپے ہوئے تھے انہیں اشاریے کی صورت میں اب سے بہت پہلے علمی دنیا پر واضح ہو جانا چاہیے تھا۔ اگر اس میں تاخیر ہوئی تو اس کی وجہ بھی تھی اور اب بھی یہ کام ہو گیا تو بہت خوب ہے۔ تحقیق کا موضوع کچھ بھی ہو اس کا ضروری مواد کا سامنے ہونا ضروری ہوتا ہے۔ تحقیق کیلئے اس کے معیار کے جتنی ضرورت وقت کی تحقیقات اور ان کی ضرورت پر ہوتی اس سے کہیں زیادہ گہری نظر ماضی کی تحقیقات پر ہونی چاہیے۔ اس کے بغیر حالیہ تحقیقات کے معیار اور مستقبل کی توقعات کا کوئی اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔ الحق کے اشاریے نے تو آئندہ تحقیق کا دروازہ کھول دیا ہے۔ ایک ایک موضوع پر کم سے کم دہائیوں اور سینکڑوں حوالہ جات سے اسکالرز کے لئے استفادے کے دروازے کھول دیئے ہیں۔

اب اگر کوئی شائق چاہے تو الحق کے صفحات سے سینکڑوں بلند پایہ موضوعات و مسائل پر بلند پایہ مضامین و کتب کا ڈھیر لگا سکتا ہے۔ خدا شائقین کو یہ توفیق عطا فرمائے۔ میں اس کارنامے پر آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ یہ فنی اعتبار سے بھی بہت معیاری ہے اس لئے کہ آپ کو اس کی ترتیب و تدوین کے لئے محمد شاہد حنیف جیسا صاحب ذوق اور ماہر نوجوان کی رفاقت میسر آگئی۔...... میں گزشتہ ۶۔۷ ماہ سے صاحب فراش ہوں لکھنا پڑھنا تقریباً چھوٹ گیا ہے۔ کمزوریوں نے پکڑ لیا ہے۔ یہ مختصر خط کئی دن میں مکمل کیا ہے۔ قبلہ والد صاحب اور احباب واقفین کی خدمت میں سلام عرض ہے۔ خدا کرے آپ بھی بخیر و عافیت ہوں۔ خاکسار ابوسلمان (بنام راشد الحق سمیع)

الحق اور اجتہاد کا تسلسل............ ایس ایم ظفر

ماہنامہ الحق باقاعدگی سے موصول ہو رہا ہے۔ اور میرے زیر مطالعہ ہے البتہ اشاریہ سے پتہ چلا کہ آپ اور آپ کا ادارہ کتنا فعال رہا اور وقت کے ساتھ کس قدر انصاف کرتا رہا موضوعات کا تنوع اور فتاوی کی تعداد مظہر ہے کہ ذہنی کاوش (اجتہاد کا عمل) مسلسل جاری رہا۔ اسی میں آپ کی صحت کا بھی راز ہے اور ہماری شریعت کا بھی یہی تقاضا ہے کہ عطا کردہ وقت کی صحیح قدر کی جائے۔ میری آپ کیساتھ سینٹ اور بیرونی ممالک جو دورے میں رفاقت رہی وہ نہایت خوشگوار اور یادگار ہے لاہور اگر وقت لیکر آئیں تو ایک محفل کیلئے جس میں چند دانشوران کو دعوت دے سکوں بروقت اطلاع دے سکیں تو یادیں تازہ ہو جائینگی۔ والسلام: ایس ایم ظفر (بنام مولانا سمیع الحق صاحب)

الحق اشاریہ پر مبارکباد............ سعدیہ راشد' ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان

''الحق'' کا تازہ شمارہ ہم دست ہوا۔ اس بار آپ نے ''الحق'' میں شائع ہونے والے مقالات و نگارشات، کتابوں

پر تبصرے اور مصنفین کے نام کا اشاریہ شائع کیا ہے۔ اس کو ایک نظر دیکھنے کے بعد اندازہ ہوا کہ جناب محمد شاہد حنیف نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے اسے مرتب کیا ہے۔ میں ان کو مبارک باد دیتی ہوں کہ انہوں نے علماء، محققین اور طالب علموں کے لیے بڑی خدمت انجام دی ہے یقیناً اہل علم اس سے مستفیض ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم میں مزید وسعت عطا فرمائیں۔ آپ ''الحق'' کی ترتیب و اشاعت پر جو توجہ صرف کرتے ہیں وہ قابل قدر ہے۔ بہ احترامات مخلص سعدیہ راشد بنت حکیم محمد سعید شہید (بنام مولانا سمیع الحق صاحب)

اپنی تہذیب پر غیروں کی ایک اور یلغار...... عارف اللہ

جدیدیت کی لہر نے ہمارے معاشرے میں انقلاب برپا کردیا ہے' اقدار بدل گئیں' پسند و ناپسند کے پیمانے بدل گئے' معاشرتی اقدار کو ''جدیدیت'' کی سولی پہ لٹکا دیا گیا' طور طریقے رشتے ناطے سب کچھ نام نہاد ''جدیدیت'' کے طوفان میں غرق ہوگئے' گھر بدل گئے' بچے بدل گئے' حتیٰ کہ ماں باپ کے مقدس رشتے کو بھی ''جدیدیت'' کا کینسر ہوگیا' گویا کہ روز روز ہماری تہذیب کے جنازے نکالے جارہے ہیں۔ امریکہ اور یورپ میں برسوں سے یہ قانون رائج ہے کہ جب کوئی شخص ساٹھ سال سے تجاوز کرتا ہے تو ایک سرکاری ادارے ''اولڈ ہاؤس'' (بڑھاپہ خانہ) میں داخل کرادیا جاتا ہے۔ وہاں سرکاری بندے اس کی خوراک' صحت اور دوسری ضروریات ادا کرنے کے پابند ہوں گے۔ گویا کہ ساٹھ سال گزرنے کے بعد اس کی اولاد پر کوئی وقعت باقی نہیں رہتی۔ یہ سعی کچھ عرصہ پہلے یہاں بھی کی گئی اور پاکستان کی ایوان بالا نے یہ قرارداد کثرت رائے سے منظور کی کہ پاکستان میں بھی یہ ''اولڈ ہاؤس'' (بڑھاپہ خانے) تعمیر کیے جائیں گے' گویا کہ ہمارے حکمرانوں نے غیروں کی ہاں میں ہاں ملا دیا ہے' اور انسانیت ختم کرنے کی سازش میں ان کا ہاتھ بٹھایا ہے۔ حالانکہ اسلامی تعلیمات سے ہمیں واضح ہدایات ملتی ہیں کہ والدین اپنی اولاد پر کتنے حقوق ہیں' ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ''اور ان دونوں (ماں باپ) کو اُف بھی نہ کہو''

یہاں یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ اسلام نے کس حد تک والدین کے حقوق کا خیال رکھا ہے' لیکن اس کے برعکس یورپ اور اس کے حواری ہماری تہذیب پر پے درپے حملے کررہے ہیں' کبھی فحاشی اور عریانی کو روشن خیالی کا نام دیا جاتا ہے' تو کبھی معاذ اللہ شریعت مطہرہ کے قانون کو جنگل کا نظام قرار دیتے ہیں۔ دنیا میں جتنی قومیں دوسروں پر غالب آجاتی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہوگی کہ پہلے وہ اس کی تہذیب پر غلبہ پاچکے ہوں گے۔ [illegible] سے بڑھ کر ''اولڈ ہاؤس'' یعنی ''نافرمانی ہاؤس'' کو ماں باپ کی خدمت سے اس نصرانی کوشش کو ہمیشہ کے لئے دفنانا ہوگا کہ وہ ہم پر غلبہ پانے کی بجائے ہم اس کی تہذیب پر غالب ہوجائے تو وہ دن دور نہیں کہ اسلام کا جھنڈا یورپ اور اس کی ذریت میں لہرادیا جاسکے۔ (بنام ادارہ الحق)

جناب شفیق الدین فاروقی

دارالعلوم کے شب و روز

جلسہ دستار بندی وتقریب ختم بخاری شریف:

مورخہ ۶ جون ۲۰۱۳ء بروز جمعرات کو دارالعلوم حقانیہ میں ۶۶ ویں تقریب ختم بخاری شریف اور جلسہ دستار بندی کا انعقاد ہوا۔ حسب روایت اس سال بھی اس مبارک تقریب میں ہزاروں افراد نے شدید گرمی کے باوجود شرکت کی۔ اس موقع پر پندرہ سو (۱۵۰۰) فضلاء متخصصین اور حفاظ کرام کی دستار بندی ہوئی۔ سہ پہر ساڑھے چار بجے باقاعدہ تقریب کا آغاز ہوا سب سے پہلے حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے بخاری شریف کی آخری حدیث پر سیر حاصل خطاب فرماتے ہوئے فضلاء کو اپنی نئی ذمہ داریاں سنبھالنے کے لئے تیار رہنے کی تلقین کی۔ دارالعلوم کے نائب مہتمم استاذ حدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب مدظلہ نے حاضرین اور معزز مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور خطاب فرمایا۔ اس مبارک تقریب میں ملک کے اہم علماء کرام اور مشائخ عظام، جمعیت علماء اسلام کے رہنماؤں، قدیم حقانی فضلاؤں نے بھی شرکت فرمائی۔ اس طرح نومنتخب صوبائی اسمبلی کے اسپیکر جناب اسد قیصر صاحب اور ایم پی اے جناب ادریس خٹک صاحب نے بھی خصوصی شرکت فرمائی۔ آخر میں شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب کے دعائیہ کلمات پر اس تقریب کا اختتام ہوا۔

دارالعلوم کے سالانہ امتحانات:

مورخہ یکم جون بروز ہفتہ ۲۰۱۳ء کو دارالعلوم کے تمام درجات کے سالانہ امتحانات شروع ہوئے۔ بحمدللہ امتحانات بخیر وخوبی اساتذہ کرام کی نگرانی میں اختتام پذیر ہوئے پھر دستار بندی وتقریب ختم بخاری شریف کے بعد ۸ جون ۲۰۱۳ء بروز ہفتہ وفاق المدارس کے زیر انتظام امتحانات ہوئے اور ۶ دن جاری رہنے کے بعد اختتام پذیر ہوئے اور دارالعلوم میں سالانہ ڈھائی ماہ کی تعطیلات کا آغاز ہوگیا۔

الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے مختلف انٹرویوز:

تحریک طالبان کے ساتھ وفاقی اور صوبائی حکومتوں کی درخواست پر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی طرف سے مذاکرات کے حوالے سے اِن دنوں ملکی اور بین الاقوامی صحافیوں کی حضرت مولانا مدظلہ سے مسلسل ملاقاتیں اور انٹرویوز لئے جارہے ہیں۔ اس سلسلے میں جیو نیوز، دنیا نیوز، دن نیوز، سچ نیوز، ڈان نیوز، سماء نیوز اور دیگر اخبارات کی ٹیمیں مسلسل دارالعلوم تشریف آتی رہیں۔ اور انہوں نے طویل انٹرویوز مختلف ٹی وی چینلز پر نشر کئے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق صاحب کے زیر صدارت مجلس تعلیمی کا ایک اہم اجلاس:

شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق صاحب کے زیر صدارت مجلس تعلیمی کا ایک اہم اجلاس منعقد ہوا جس میں تمام اساتذہ کرام اور مسولین حضرات نے شرکت فرمائی۔ اجلاس میں سالانہ امتحانات کے بارے میں فیصلے کئے گئے اور اسی طرح آئندہ تعلیمی سال کے داخلوں کے بارے میں بڑے بحث ومباحثہ کے بعد اہم اہم فیصلے کئے گئے جو بہت جلد منظر عام پر آجائیں گے۔

دارالعلوم کے تعلیم القرآن حقانیہ ہائی سکول کے میٹرک کے امتحانات میں سو فیصد نتائج پر مشتمل مثالی نتائج:

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے ہاتھوں افتتاح شدہ حقانیہ ہائی سکول (تاسیس ۱۹۳۶ء) نے اس بار میٹرک کے بورڈ کے امتحانات میں علاقہ بھر کے سکولوں میں سو فیصد نتائج حاصل کر کے شاندار کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ جس کا سہرا جناب پرنسپل افسر بہادر خٹک صاحب اور سکول کے تمام جید اساتذہ کرام وطلباء کو جاتا ہے۔

حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب مدظلہ کے سسر الحاج شیر علی خان صاحب کی وفات:

گزشتہ دنوں دارالعلوم حقانیہ کے سابق مدرس، ماہنامہ الحق کے سابق مدیر، نامور محقق، سینکڑوں کتابوں کے مصنف اور دارالعلوم کے قابل ناز وقابل فخر فرزند حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی کے سسر الحاج شیر علی خان صاحب وفات پاگئے۔ موصوف علمائے کرام سے حد درجہ عقیدت ومحبت کا تعلق رکھتے تھے۔ اسی بناء پر جب کبھی بھی نوشہرہ آنا ہوتا تو دارالعلوم حقانیہ ضرور تشریف لاتے۔ ابتداء ہی سے اُن کا تعلق کلاچی کی مشہور علمی وروحانی خاندان خصوصاً مولانا قاضی عبدالکریم کلاچوی وغیرہ سے رہا۔ حفظ قرآن سمیت تمام علمی استفادہ اِسی گھرانے سے کیا۔ مرحوم بہت عرصہ سے صاحب فراش تھے اور بلآخر وفات پاگئے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازے۔ ادارہ مولانا عبدالقیوم حقانی، مولانا قاسم حقانی، مولانا طیب وحافظ طاہر صاحب اور جامعہ ابوہریرہؓ کے ساتھ دلی تعزیت کرتا ہے۔

دارالعلوم کے مخلص ساتھی جناب عبدالحق صاحبؒ کی رحلت:

دارالعلوم کے مخلص ساتھی اور خاندان حقانیہ کے دیرینہ تعلق رکھنے والے خاندان کے اہم ترین فرد جناب عبدالحق صاحبؒ ۹ راپریل ۲۱۰۳ کو وفات پاگئے۔ مرحوم حضرت مولانا قاضی محمد نسیم حقانی کے چھوٹے بھائی تھے۔ دارالعلوم حقانیہ کے اساتذہ کرام اور حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ وحضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ نے پیر پیائی جا کر تعزیت کی۔ ادارہ اُن کے خاندان جس کے تقریباً ایک درجن کے لگ بھگ افراد دارالعلوم حقانیہ سے فارغ التحصیل اور وابستگی رکھتے ہیں، سے دلی تعزیت کرتا ہے۔

دارالعلوم کے نئے تعلیمی سال ۳۵-۱۴۳۴ھ ۱۴-۲۰۱۳ء

کے داخلوں کا شیڈول

درس نظامی

درجات	ایام	تاریخ
تمام درجات کے قدیم طلباء (اعدادیہ تا دورہ حدیث)	ہفتہ	۱۰ر شوال ۱۴۳۴ھ بمطابق ۱۷ر اگست ۲۰۱۳ء
جدید دورہ حدیث	اتوار	۱۱ر شوال ۱۴۳۴ھ بمطابق ۱۸ر اگست ۲۰۱۳ء
جدید دورہ حدیث	پیر	۱۲ر شوال ۱۴۳۴ھ بمطابق ۱۹ر اگست ۲۰۱۳ء
اعدادیہ۔ متوسطہ۔ اولی۔ ثانیہ۔ دورہ حدیث	منگل	۱۳ر شوال ۱۴۳۴ھ بمطابق ۲۰ر اگست ۲۰۱۳ء
رابعہ۔ خامسہ۔ سادسہ۔ دورہ حدیث	بدھ	۱۴ر شوال 21 اگست ۲۰۱۳ء **افتتاح**
تکمیل، موقوف علیہ	جمعرات	۱۵ر شوال ۱۴۳۴ھ بمطابق ۲۲ر اگست ۲۰۱۳ء

شعبہ حفظ

درجہ حفظ میں داخلہ کے خواہشمند طلباء کی درخواستیں ۱۵ رمضان سے ۱۴ر شوال بمطابق ۲۳ر جولائی تک دفتر اہتمام میں جمع کی جائیں گی۔ حفظ کے خواہشمند طلباء کا ٹیسٹ اور انٹرویو وغیرہ ۱۱-۱۲ شوال بمطابق ۱۸-۱۹ر اگست بروز اتوار صبح 9:00 کو دارالعلوم حقانیہ میں ہوگا۔ (امسال شعبہ حفظ کا داخلہ دارالعلوم حقانیہ کی تعلیمی کمیٹی، اور دارالحفظ کے اساتذہ کی مشترکہ نگرانی میں ہوگا)۔ صرف وہ امیدوار درخواست دیں جو قرآن ناظرہ سے پڑھ چکے ہوں۔ عمر ۱۳ سال سے متجاوز نہ ہو۔ دو پارے پہلے سے یاد کرنے والوں کو ترجیح دی جائے گی۔

درجہ تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء و تخصص فی الحدیث

درجہ تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتا و تخصص فی الحدیث کیلئے داخلہ درخواست ۱۱ر شوال 18ر اگست بروز اتوار تک دفتر اہتمام میں جمع کرائی جائیں گی اور ٹیسٹ ۱۲ر شوال بمطابق 19 اگست بروز پیر صبح 9:00 بجے ہوگا۔

نوٹ: ۱ (ا) تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء کا دورانیہ 2 سال ہوگا۔

نوٹ: ۲ امسال درجہ اعدادیہ سے لیکر بشمول درجہ سادسہ اسباق اردو میں بھی پڑھائے جائینگے۔ لہٰذا اردو زبان سمجھنے والے طلباء کرام داخلہ لے سکتے ہیں۔ درجہ متوسطہ میں وہ طلباء داخلہ لینگے جو کہ ساتویں جماعت پاس ہو۔ داخلہ کے خواہشمند طلباء کیلئے نادرا شناختی کارڈ کا ہونا لازمی ہے اور جو نابالغ ہیں وہ اپنے والد صاحب کا نادرا شناختی کارڈ لائیں

نوٹ: ۳ حسب سابق دارالعلوم حقانیہ کے کتب میں داخل شدہ طلباء میں جو طلباء قراۃ والتجوید میں داخلہ لیں گے، مقررہ اوقات میں قراۃ و تجوید پڑھایا جائے گا اور آخر میں کامیاب طلباء کو سند دی جائے گی۔

نوٹ: ۵ حسب ہر درجہ میں داخلہ کے لئے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے تحتانی درجات کے اصلی سندات کا برائے معائنہ دکھانا لازمی ہے۔ اور ساتھ ان ہی اسناد کی دو عدد فوٹو کاپی بھی لانا ضروری ہے۔

(دارالعلوم حقانیہ کے نئے تعلیمی سال کا باضابطہ آغاز ان شاء اللہ 21 ر اگست ۲۰۱۳ء بروز بدھ ہوگا)

ادارہ

تعارف وتبصرہ کتب

سوانح شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ...... حبیب اللہ حقانی

اہل اللہ' مشائخ' اولیاء اللہ اور اکابرینِ دین کی سیرت وسوانح کا مطالعہ ایسا ہے جیسے آدمی ان کے مجالس ومحافل میں شریک ہو، اہلِ نسبت علماء اور صوفیاء کا کہنا ہے کہ اگر مشائخ کی نسبت کسی کو نصیب نہ ہو یعنی اسے کسی بھی شیخ طریقت ومرشد پر اطمینان نہ ہو، تو اسے اولیاء اللہ' مشائخ واکابر کے سوانحات' اقوال وملفوظات اور فرمودات کا مطالعہ کرنا چاہئے اس سے اس کی اصلاح ہوجائے گی۔ تذکرہ وسوانح اگر ایک طرف اصلاح وموعظت کا کام دیتے ہیں تو دوسری طرف تاریخ کے اہم باب بھی اس سے محفوظ ہوجاتے ہیں۔

قریب دور میں محدث کبیر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ بانی جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی شخصیت مرجع خلائق تھی، حضرت شیخ الحدیثؒ کا علمی مقام' محدثانہ جلالتِ قدر سیاسی عظمتیں' قیادت وسیادت' محبوبیت اور مقبولیت' ذکروفکر' مراقبہ' عبادت ومجاہدہ' کشف وکرامات اور تواضع وللّٰہیت کا دنیا میں چرچا تھا اور اب بھی ہے۔

شیخ الحدیثؒ کی سیرت وسوانح پر اگرچہ ماہنامہ "الحق" نے ۱۲۰۰ صفحات سے زائد ضخیم خصوصی اشاعت شائع کی مگر ہر قاری کے لیے اس کا مطالعہ مشکل تھا، حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ (جو حضرت شیخ الحدیثؒ کی خدمت میں شب وروز اور سفر وحضر میں ساتھ رہے، جسے حضرت شیخ الحدیثؒ اپنا روحانی بیٹا قرار دیتے، شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق اور شیخ الحدیث حضرت مولانا انوارالحق بھی انہیں اپنا بھائی اور گھر کا بندہ سمجھتے ہیں) نے اپنے شیخ ومرشد کا تذکرہ اور جامع سوانح لکھے، جس میں اپنے ذاتی مشاہدات کے علاوہ "الحق" کی خصوصی اشاعت سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ کتاب چوبیس ابواب میں تقسیم کی گئی ہے۔ جس میں حضرت شیخ الحدیثؒ کے عہد طفولیت' اخلاق کسب علم اور احترام اساتذہ' درس وتدریس' افادہ واستفادہ' نظریہ تعلیم وتربیت' اخلاق وعادات اور معمولات' ذوقِ عبادت وانابت' تقویٰ وخشیت الٰہی' زہدوتواضع' علم پروری اور اصاغر نوازی' فیاضی وایثار' وجاہت ومحبوبیت' کشف وکرامات' عشق رسولﷺ' دعوت وتبلیغ' ارشادات وافادات' وعظ وخطبات' مکاتیب' محدثانہ جلالت' فقہی بصیرت اور حکیمانہ فیصلے' کارزار سیاست میں آمد' دینی حمیت' جذبہ جہاد اور علالت ووفات ذکر ہے۔ مولانا عبدالقیوم حقانی کو اپنے شیخ ومرشد کے ساتھ جنون کی حد تک محبت ہے، ہر مجلس' ہر محفل' ہر وعظ اور ہر تقریر میں شیخ الحدیثؒ کا تذکرہ ضرور فرماتے ہیں۔ مولانا حقانی کا کوئی درس' کوئی خطاب' کوئی کتاب اور کوئی شرح شیخ الحدیثؒ کے ذکر سے خالی نہیں ہوتی۔ اسی جنون کی برکت ہے کہ مولانا حقانی نے دس کتابیں اپنے مرشد وشیخ کے تذکرہ وسوانح' درسی افادات' ملفوظات واقوال' ڈائری' ملی وقومی خدمات' اوراد ووظائف پر لکھی ہیں، جو اسی کتاب سمیت القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ برانچ پوسٹ آفس خالق آباد نوشہرہ سے منگوائی جاسکتی ہیں۔

روح افزا
SHARBAT
ROOH AFZA
REGD.
اور کیا چاہیے!
Brands
Award

Regd No. P-90 Monthly "AL-HAQ" Akora Khattak

(پرشکوہ مجوزہ ماڈل) عظیم الشان تعمیری منصوبہ
جامع مسجد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ
جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

1 لاکھ فٹ کورڈ ایریا۔ 3 منزلہ مسجد۔ کشادہ ہال۔ گیلریاں
وسیع صحن۔ تین اطراف سے برآمدے۔ بیسمنٹ میں دارالحفظ والتجوید کا قیام۔
الگ سیکشن برائے نماز خواتین
تخمینہ لاگت 20 تا 25 کروڑ

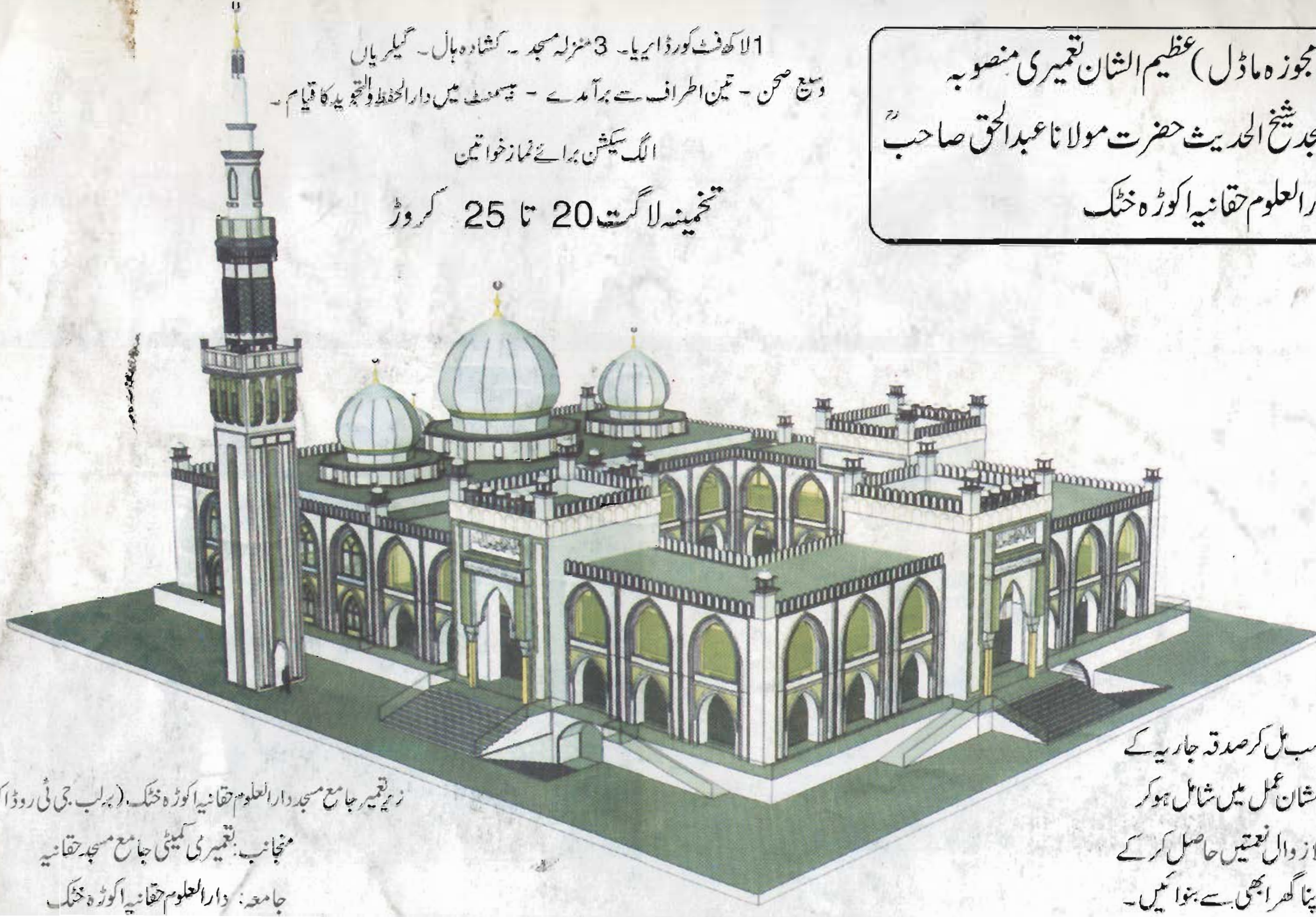

زیر تعمیر جامع مسجد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ (برلب جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک۔)
منجانب: تعمیری کمیٹی جامع مسجد حقانیہ
جامعہ: دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

آئیں ہم سب مل کر صدقہ جاریہ کے
اس عظیم الشان عمل میں شامل ہو کر
آخرت کی لازوال نعمتیں حاصل کر کے
جنت میں اپنا گھر ابھی سے بنوائیں۔